# اسرارِ حقیقت

یعنی

## اجودھیا میں اسلامی نظّارہ

مرتبہ

لچھمی نراین کائیستھ سریواستو پنشنر

ناشر

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل۔ کھاری باؤلی۔ دہلی

خواجہ پریس دہلی

ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے

قیمت ـــــــ ایک روپیہ پچیس پیسے
بار دوم ـــــــ ۱۹۶۶ء
تعداد ـــــــ پانچ سو
کتابت ـــــــ حفیظ
طابع ـــــــ خواجہ پریس دہلی ۶

ناشر
کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل کھاری باؤلی دہلی ۶

# عرض ناشر

۱۹۲۶ء میں یہ کتاب "لکشمی پریس" گونڈہ میں چھپی تھی۔ اجودھیا غیر مسلموں کا مقدس مقام ہونے کی وجہ سے مشہور مقام ہے۔ مگر یہ تصویر کا ایک رُخ ہے۔ غیر مسلم حضرات کی رواداریوں کو اُجاگر کرنے کے لئے یہ مرقع لچھمی نارائن جی نے مرتب کیا تھا۔ یہ اُس دور کی تصنیف ہے جبکہ دل صاف تھے سینہ کدورت سے خالی تھا اور خلوص دلوں میں موجزن تھا۔ یہ سب کچھ ایک صدی کی بھی تو بات نہیں۔ ابھی ان رواداریوں کو دیکھنے والے موجود ہیں۔ بلکہ اب بھی وہ رواداریاں موجود ہیں۔ اور اب بھی وہ روادار جیتے جاگتے ہیں۔ مگر یہ لوگ ضعیف ہو گئے۔ ان کے جذبات ٹھنڈے ہو گئے۔ کیوں نہ ہوں عمر کا تقاضہ ہے۔ اور ان سنہری جذبات کی کمزوری سے ایک نیا رجحان پیدا ہوا۔ جس کو آج نفرت کہہ لیجئے، تعصب کہہ دیجئے مطلب ایک ہی ہے۔ اور خرابیاں اس کی ہمہ گیر ملک کے لئے نقصاں ملک والوں کے لئے نقصان اور پھر نقصان کے جملہ اثرات جو بھی اپنا رنگ دکھائیں کم ہے۔

آج اجودھیا کا کیا حال ہے؟ ان بزرگوں کے مزارات کس حالت میں ہیں یہ دیکھنے والے جانیں۔ اگر یہ امانت محفوظ ہے تو سمجھ لیجئے کہ جذبات کا خلوص مع اپنے اثرات کے موجود ہے۔ اگر خدانخواستہ حالت دگرگوں ہے تو یہ روحانی بزرگوں کا معاملہ ہے جو آج بھی زندہ ہیں اور حکم الٰہی کے آگے سرنگوں ہیں مگر ان کو مجبور نہ سمجھنا چاہیئے یہ اللہ والے ہیں، اللہ انکا ہے۔

میں نے صرف غیر مسلم حضرات کی رواداریوں کو ایک مرتبہ پھر سامنے لانیکی کوشش کی ہے کاش ہمارے نوجوان اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل سکیں۔ والسلام، "مسلم" احمد نظامی، ایم۔ اے

# فہرست مضامین

# دیباچہ

اہل دانش اس راز سے بخوبی واقف ہیں کہ ترقی و تنزل کا انحصار محض تقلید پر ہے۔ اس اصول کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہر شخص ذرا غور کرنے سے اس کا صریحی ثبوت خود اپنے آپ میں پا سکتا ہے وقت پیدائش سے آخر عمر تک جو کچھ سیکھتا جاتا ہے وہ تقلید ہی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ تقلید کا بہترین ذریعہ صحبت ہے۔ لیکن چونکہ صحبت کا ہر جگہ و ہر مقام پر میسر آنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے متقدمین نے اظہار خیال کے واسطے کتابوں کے ذریعہ سے تقلید کو زندگی جاوید کا جامہ پہنایا۔ ابتدائے عالم سے اس وقت تک کسقدر اور کیسے کیسے ولی اللہ اور صاحب کمال اس سرزمین اجودھیا میں گزرے ہیں جن کی روشنی ہمارے لئے اب تک رہنما بنی ہوئی ہے۔ ایسے بزرگوں کے حالات و اوصاف کی تقلید نہ کرنا یا اُن سے کوئی سبق نہ حاصل کرنا ہمارے لئے کب زیبا ہو سکتا ہے لیکن چونکہ ایسی کوئی کتاب موجود نہیں ہے جس سے ہم اُن بزرگوں

کے حالات یکجا مطالعہ کرسکیں۔ جو اس پاک زمین پر اب تک ہو گئے ہیں۔ اس لئے یہ خیال مضمون الہامی کی طرح میرے تاریخ پسند دل میں وارد ہوا کہ یہاں کے اولیاؤں انبیاؤں کے حالات و اُن کے اوصاف و کمالات جس سے عوام اب تک بے بہرہ ہیں ایک کتاب کی صورت میں لکھوں اور اس میدان یادگار میں مرد میدان ہو کر نکلوں چنانچہ اُن کی تحریری تصویر اپنے دست و قلم سے کھینچ کر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ۲

اس کتاب کی ترتیب میں مجھ کو بہت بڑی امداد اُن پرچہ جات و متفرق یادداشتوں سے ملی جس کو جناب مولوی عبدالکریم صاحب آنجہانی نے جو اسی شہر اودھ کے رہنے والے اور بہت بڑے بزرگ و صاحب کمال تھے جمع کیا تھا۔ یہ یادداشتیں مجھ کو میرے عنایت فرما مولوی باسط علی صاحب سے جو مولوی صاحب ممدوح کے خاندان میں موجود ہیں ملیں اور جن کو میرے نائب منشی مولوی محمد ہاشم صاحب نے یکجا کئے نیز دیگر ذرائع سے جو کچھ حالات و تحریرات ملے اُن کی جانچ و تحقیقات موقع و مطالعہ کتب تواریخ و کاغذات سرکاری کر کے شائع کیجاتی ہے اور امید واثق ہے کہ اہل بصیرت اس کو شرف قبولیت بخشینگے۔ اگر کوئی سہو و خطا نظر سے گزرے تو عفو و عطا سے اُس کی اصلاح فرما کر خاکسار کو مطلع فرما دینگے تا کہ آئندہ اُس کی صحت ممکن ہو۔

رقیمہ لچھمن نارائن صدر قانون گوئی

۱۳۴۳ھ



نوٹ۔ رقیمہ لچھمن نارائن صدر قانون گوئی سے تاریخ ہجری نکلتی ہے۔

# شہر اودھیا اجودھیا

شہر اودھ ایک نہایت قدیم شہر ملک ہند میں ہے اور فیض آباد سے پورب بفاصلہ تین میل دریائے گھاگرا کے کنارے پر آباد ہے۔ کتب تواریخ مثل نجم البلدان مصنفہ مولانا نجم الدین وموضح البلدان مصنفہ مولانا صاحب بغداد العلوم۔ وخلاصۃ الوقائع مصنفہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ وتاریخ ہند بعبارت عربی مصنفہ میر غلام علی صاحب تخلص آزاد بلگرامی۔ وتاریخ شہر جائس مصنفہ منشی سید عابد حسین سہسرامی وغیرہ میں مندرج ہے کہ اس شہر اجودھیا کو اول اول حضرت شیث علیہ السلام پیغمبر نے آباد کیا بعدہٗ حضرت نوح نبی علیہ السلام کے زمانے والے طوفان کے بعد حضرت ہند ابن حضرت حام ابن حضرت نوح ابن الاماسی ابن متوسخ ابن اجنوق عرف حضرت ادریس ابن بیارہ ابن فینان ابن انوس حضرت شیث علیہ السلام موصوف الصدر نے پھر اس کو آباد کیا اور بعد اُس کے راجگان ہنود کے قبضہ میں یہ شہر رہا۔ اور بعد ازاں پھر فرمارو ایان اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔

نظام الدولہ صاحب سفیر سابق علاقہ کشمیر وغیرہ نے اودھ اخبار مطبوعہ ۳۰ اگست ۱۸۷۶ء درباب تحقیق قبر حضرت شیث علیہ السّلام جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ کیا عجب زبان سنسکرت حضرت شیث علیہ السّلام کی زبان ہو۔ کیونکہ کلام اللہ میں آیا ہے کہ ہر قوم اور ملک میں نبی اُسی کی زبان میں آتا ہے۔ جو علوم کہ حضرت شیث علیہ السّلام کو خدائے عزوجل نے عطا فرمائے تھے ہند میں اکثر وہی علوم سب سے پہلے رائج تھے۔ اور کیا عجب کہ یہ شہر اُن کا دار الامارۃ ہو اور اسی بزرگی سے اُس کا نام اجودھیا یا ایودھیا بمعنی دار الامن ہوا ہو۔

عرصہ دو سو برس کا ہوتا ہے کہ نواب محمد امین خان برہان الملک سیّد سعادت خان بہادر بعہد خلافت محمد شاہ بادشاہ غازی دہلی سے ناظم صوبہ اودھ مقرر ہو کر تشریف لائے پہلے بمقام اودھ کنارا دریائے سرجو یعنی گھاگرا متصل لچھمن گھاٹ قیام فرمایا و قلعہ پختہ لچھمن گھاٹ پر تیار کرایا اور نام قلعہ کا قلعۂ مبارک رکھا یہ مقام جہاں کہ اب فیض آباد ہے اجودھیا کے متعلقہ مقامات میں سے ایک مقام ہے اُس زمانے میں یہاں کیوڑہ کا جنگل تھا۔ نواب صاحب ممدوح اس جگہ واسطے شکار تشریف لاتے تھے۔ اوّل بنگلے والی نشست کے کوٹھی دلکشا کی جانب پورب تیار کرائی بعدہٗ چھاؤنی لشکر کی قائم کی جس سے اُس جگہ کچھ صورت آبادی

کی ظہور میں آئی۔ اور بوجہ ہونے بنگلہ کے اطراف واکناف میں
یہ مقام بنگلہ کر کے مشہور وزبان زد خلائق ہوا۔ سنہ ۱۱۶۰ھ میں
کہ شہر بخوبی آباد نہیں ہوا تھا نواب صاحب نے انتقال فرمایا
اور نواب ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ جانشین وفرمانروا
ہوئے اور اپنا قیام لکھنؤ میں اختیار کیا۔ سنہ ۱۱۷۰ھ میں نواب
ابوالمنصور خاں نے اِس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور
نواب شجاع الدولہ بہادر مسند آرائے نظامت ہوئے
اور فیض آباد میں رہنا اختیار فرمایا۔ چھاؤنی فوج کی ہوئی ومکانات
عالیشان تیار ہوئے۔ آبادی شہر نے ترقی پائی جبکہ علاقہ
انتربید کا فتح ہوا بوجہ ترقی ملک نظامت وفتح یابی کے بنگلہ
کو فیض آباد نامزد معروف فرمایا۔

# حضرت شیث علیہ السّلام

حضرت شیث علیہ السّلام حضرت آدم علیہ السّلام کے لڑکے تھے
اور اپنے وقت کے پیغمبر تھے۔ کتاب معارج النبوۃ میں لکھا ہے
کہ حضرت شیث علیہ السّلام عقل سے آراستہ اور حکمت سے
پیراستہ تھے اور پیغمبری کے ساتھ مبعوث ہوئے اور شریعت اُن کی
موافق شریعت حضرت آدم علیہ السّلام کے تھی اور پچاس صحیفہ اُن پر
نازل ہوئے۔ جن میں علوم حکمت۔ ریاضی۔ ہندسہ۔ حساب
موسیقی۔ علم الٰہی اور صنائع مشکلہ مسل اکثیر اور کیمیا وغیرہ کے تھے
پیدائش اُن کی زمین شام پر ہوئی تھی۔ حکمائے ہند نے آپ کو
اوڑیائے اوّل کہتے ہیں چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا او حبیت السیر
میں ہے کہ تعلیم علم حکمت و درس علوم اوّل حضرت شیث علیہ السّلام
سے شروع ہوا اسی واسطے حکماان کو اوڑیائے اوّل کہتے ہیں۔
کیونکہ اوڑیا لغت سریانی میں معلّم کو کہتے ہیں۔

حضرت شیث علیہ السّلام کی قبر شہر ہذا کے پورب جانب
یک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ قبر پختہ اور کلاں درمیان
دو ٹیلوں کے واقع ہے۔ ایک ٹیلہ ملقب بہ اوڑیا جھاڑ جس کو

اہل ہنود منی پربت کہتے ہیں۔ دوسرا لقب بہ پنہیا جہار ہے۔ چونکہ اکثر لوگ آپ کی قبر کی بابت اختلاف کرتے ہیں اس لئے اس کی پوری کیفیت معہ حوالہ کتب تواریخ درج کیجاتی ہے جس زمانے میں سکندر شاہ لودھی نے اودھ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تھا اور قلعہ وغیرہ لب دریا تیار کرایا تھا حضرت جلال الدین ہمشیرہ زادہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کہ بادشاہ مذکور کے مرشد تھے اور ہمراہ شاہ مذکور یہاں تشریف لائے تھے اور کتب تواریخ ولایت سے حال قبر حضرت شیث علیہ السلام کا ہندوستان کے شہر اودھ میں مابین دو ٹیلوں کے ہے اور جانب شمال دریا ہے ملاحظہ فرمائے ہوئے تھے بادشاہ سے فرمایا کہ اس احاطہ اور قبر کو پختہ تعمیر کرا دیں چنانچہ قبر اور احاطہ پختہ تعمیر کرایا گیا اور جاگیر وغیرہ سید دانیال اجداد سید فیروز نامی کو عطا فرما کر متولی درگاہ کا کیا۔ بعد ازاں اکبر بادشاہ نے جاگیر وغیرہ میاں سید فیروز کی اولاد کے نام سے کر کے عطا فرمایا عملداری سرکار انگریزی میں بھی یہ جاگیر واسطے خرچ خیرات علی دپناہ علی وارثان سید فیروز کے نام بحال و برقرار ہے۔

آئین اکبری میں بھی ذکر قبر حضرت شیث علیہ السلام کا درج ہے کہ خطۂ اودھ میں واقع ہے۔ و نیز کتاب عجائب القصص و ترجمہ طاہرہ عجائب القصص او سیرۃ المتاخرین و تاریخ مہر نیم روز خلاصۃ التواریخ

وکتاب گلزار ابرار وغیرہ میں بھی ذکر قبر شریف کا درج ہے اور علاوہ ان کتب تواریخ کے کسی عرب کی تاریخ میں جو کہ مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کے کتب خانے میں تھی مذکور ہے کہ شہر قنوج آباد کرایا ہوا حضرت شیث علیہ السلام کا ہے۔ پس اس عبارت سے بھی تشریف آوری ہندوستان کی ثابت ہوتی ہے۔
کتاب موضح البلدان وخلاصتہ الوقائع میں بھی ذکر قبر شریف کا ہے۔
علاوہ کتب بحولہ بالا کے نظام الدولہ صاحب سفیر منجانب علاقہ کشمیر وغیرہ سرحد پنجاب نے جو تحقیقات قبر حضرت شیث علیہ السلام کی بابت فرما کر اودھ اخبار ۳۰ اگست ۱۸۷۶ء میں شایع کرائی تھی بجنسہٖ درج ذیل کیجاتی ہے۔ آپ کی قبر کسی نے بعلبک میں لکھی ہے اور کسی نے کوہ آدم واقع سرندیپ پہلوئے حضرت آدم علیہ السلام میں مگر بہ تحقیق چند سال ہوئے جب میں نے اجودھیا قریب فیض آباد میں قبر ہونا سُنا تھا۔ اب حج سے واپس آنے کے وقت میں اس غرض سے وہاں گیا اور قبر موصوف کو موجود پایا اور ہر قسم کے آدمی سے متفق اللفظ سُنا کہ آپکی قبر ہے سب ہندو مسلمان خاص وعام پشت در پشت سے سُنتے آئے ہیں اور تین نام سے پکارتے ہیں۔ شیث دادا۔ شیث دیوتا شیث پیغمبر فیض آباد سے جس کا قدیم نام بنگلہ ہے اجودھیا جس کا نام اودھ مشہور ہے تین کوس ہے اور وہ دریائے گھاگرا یا سرجو کے

کنارے کی بستی ہے اور ہنود کا اس لئے مقدس شہر ہے کہ شری مہاراجہ رام چندر جی کے اوتار و تولد کا مقام و نیز تختگاہ ہے۔ سگریوں کا قلعہ و ہنومان گڑھی وغیرہ اُن کے عہد کا نشان موجود ہے محققین زمانۂ حال انکا زمانہ تین ہزار برس کے اندر بتاتے ہیں۔ غرض ہزاروں برس سے ہنود وہاں بستے چلے آئے ہیں اور یہ نام و نشان قبر کا اُن کے بیان سے مسلمانوں کو پہنچا۔ جن کے مستقل تسلط کو ہند میں قریب سات سو سال کے مدت کے گذری۔ ہنود کا کوئی پیشوا بجز سیس ناگ کے اُس نام کا نہیں گذرا۔ اور اس شیث کے ساتھ لفظ ناگ کا کا لنجر و مشہور ہے اور اس مذہب میں رسم جلانیکا ہے نہ قبر کا۔ اس لئے ہم کو کیا بلکہ ہنود کا بھی ذرہ گمان اسکا نہیں ہے کہ یہ کسی پیرو ن پیشواؤں کی قبر نہ ہو۔ اور مسلمانوں کی تحقیق میں کسی خاص مقام پر نشان و علم قبر شیث علیہ السلام نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ یہی قبر حضرت شیث علیہ السلام کی ہے۔ مہاراجہ رامچندر کے تولد کا مندر گو کبھی بنا ہوا تھا مگر اُس سے مقام تولد کا ثبوت تو اُسی جگہ پر بابر شاہ کے مسجد بنانے سے ہوتا ہے۔ جبکہ بقول ہنود کے لاکھوں سالوں کا بھی نشان تولد باقی اور معلوم ہوتا ہے تو چھ ہزار برس کا نشان قبر حضرت شیث علیہ السلام کا بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم ہے۔

اگرچہ اجودھیا میں بستی کے اندر معہ عام قبروں کے ایک پُرانی قبر بھی ہے جو قریب پندرہ گز کے طویل ہے۔ اور اس کو نوگزی اور نوح علیہ السّلام کی قبر بھی کہتے ہیں مگر قبر حضرت شیث علیہ السّلام بستی سے ایک میل باہر ہے۔ اب خدا جانے کہ اُس وقت بستی میں تھی یا بستی سے اسی قدر دُور تھی۔ فی الحال وہاں بجز باغات اور عام قبرستان کے نشان آبادی پائی نہیں جاتی۔ مگر گوشۂ شمال و غرب میں فی زمانہ ایک قریہ بنام برٹھہ آباد ہے۔ طول اس قبر کا قبر نوگزی سے قریب قریب نصف یعنی پونے سات گز ہے اور عرض ڈیڑھ درعہ اور گردا گرد ایک پختہ احاطہ ہے اور قبلہ رو ہے۔ اس سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ عہد تسلط میں مسلمانوں نے قبلہ رُخ بنا دی ہو۔ اس لئے کہ اوّل بانی قبلہ حضرت آدم علیہ السّلام ہوئے اور قبل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم قریش کی قبریں ابتک مکہ معظمہ میں قبلہ رو ہی موجود ہیں مگر یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ یہ قبر مسلمانوں ہی کے عہد میں بنی ہے۔ مگر یہ ایک قبر علحدہ بنائی گئی ہے۔ اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل قبر سرھانے بقدر چالیس گز مثل ایک ٹیکرہ کے موجود ہے۔ اور یا انداز کا ٹیکرہ بقدر پانچ گز کے بلند ہے باہم دونوں تودوں کے تخمیناً مادع ۱۱۵ گز قطعی ہے ان دونوں کے درمیان خواہ انقلاب زمانہ یا برساتوں سے وسط کا قطعہ

نیچا ہو گیا ہے یا وقت بنانے احاطہ کے ہموار اور نیچا کر دیا گیا ہے
سرہانے کے بڑے ٹیکرے کا نام فی زمانہ منی پریت یا منو پریت
یا اوڑیا چھاڑ اور چھوٹا چھاڑ ہے۔ منو پریت اگر پورا نام ہو تو منو آدم
کو کہتے ہیں اور حضرت شیث علیہ السلام آدم ثانی اور ہند
میں گویا بجائے آدم علیہ السلام کے تھے اس لئے اُن کے مناسب
حال نام ہے اور اوڑیا زبان سریانی میں نام حضرت شیث
علیہ السلام یعنی اوڑیا صاحب علم کو کہتے ہیں اغلب ہے کہ
یہ نام اس لقب سے مشہور ہو گیا۔ اور چھاڑ مراد چراغ دان
کہ بالین مزار ہوتے ہیں۔ اور یہی ایک دلیل اثبات قبر
حضرت شیث علیہ السلام ہے۔ ایک برساتی نالہ بلند
ٹیکرے سے سرہانے غرب کو بنام تلئی واقع ہے سرہانے
کا تودہ اس لئے زیادہ بلند ہے کہ واسطے علامت قبر کے بالین
بلند کر دیا جاتا ہے اور مثل ہے کہ قبر کی مٹی قبر میں لگتی ہے۔ ایسے
بڑے قبر کے اسقدر بلند ہو جانے سے محل تعجب نہیں ہے۔ اب
رہی یہ بات کہ قبر ایسی بلند و چوڑی ہے جبکہ قد حضرت آدم علیہ السلام
ستر گز کا مسلّم ہے اور نقش قدم جناب آدم علیہ السلام سراندیپ
میں بقدر تین فٹ کے تحقیق سُنا ہے اور ایک بڑی قبر
حضرت حوا علیہ السلام شہر جدہ میں ہے تو قبر حضرت شیث
علیہ السلام اگر قد اُن کا قد آدم علیہ السلام سے کسیقدر کم خیال

کیا جائے تو اُس کی مناسبت عرض و طول سے اسقدر قبر کا ہونا قابل
اطمینان ہے اور چھ ہزار برس میں مٹی کا پھیل جانا بھی باعث مزید طول
قبر کا ہے۔ اب یہ خیال کہ ہند میں طوفان آیا تو قبر کیونکر ثابت
رہی۔ طوفان کا زمانہ صرف ایک سال کا ہے اس مدت میں
مضبوط و بڑی تودہ گلی کا پانی میں ثابت رہنا و باقی رہنا ممکن ہے
بہر حال وجود قبر حضرت شیث علیہ السلام میں کلام نہیں۔ اب
رہا شیث علیہ السلام کا اس شہر میں وفات پانا، یہ تو مسلم ہے
کہ حضرت آدم علیہ السلام عدن سے سراندیپ میں اُترے
اور اکثر ہند میں رہے اور ہند سے کعبہ کو جا کر حج وغیرہ کئے اور
پھر واپس آئے۔ اِس حالت بے سامانی کے مناسب ہند
ہی قابل سکونت آدم ٹھیرے گا نہ کہ کوئی برفستان یا سرد سخت گرم
ملک یا شہر یہی وجہ ہے کہ ہند اور چین میں نسل انسان زیادہ ہے
اور علم و ہنر کا مبدا بھی یہی ملک ہے پس حضرت شیث علیہ السلام
خلیفہ حضرت آدم ہوئے گو اکثر وہ شام ہی میں رہے مگر سلسلہ قیام
سابق کے باعث سے ہند میں آنا اور رہنا اُنکا قریب عقل ہے۔ یا
آئے ہوں کیونکہ اس ملک میں آبادی بڑھ گئی ہے اور ہدایت
کرنا فرض تھا اور یہیں فوت ہو کر دفن ہوئے ہوں۔ اہل بصیرت
کو زیارت قبر سے برکت اور اثر جو بزرگوں کے مزار سے ہوتا ہے
اِس متبرک قبر پر معلوم ہوگا۔ مجھے کیفیت حلم اور اُنس کی معلوم ہوئی

غرض باینہمہ بے سامانی و ویرانی ایک شان جلال پیدا ہے
عہد سابق سے ایک گاؤں ابتک اُس کے عرفہ کے واسطے
معاف ہے تاریخ ۱۴ رجب کو عرس بھی ہوتا ہے اور بہت
لوگ جمع ہوتے ہیں اور کلام مجید ختم کیا جاتا ہے۔

حضرت شیث علیہ السلام کی درگاہ والے احاطہ سے
باہر ہزارہا قبور پختہ و مساجد قناطی زمانہ سلف کی واقع ہیں یہ
کُل قبرستان درگاہ شیث علیہ السلام کے نام سے مشہور
ہے یہ قبرستان چالیس بگہ آراضی بلکہ زائد زمین میں واقع
ہے حدّ شرقی عقب بازار جے سنگھ پور دالمئے گنج. وحدّ شمالی
تا قبر لعل خاں نامی شہید وحدّ غربی تا قبرستان بھائی خاں
شہید وحدّ جنوبی تا ہفت ساجد قناطی۔

## حضرت ایوّب علیہ السّلام

حضرت شیث علیہ السّلام کے مزار کے متصل پورب جانب احاطہ ہی کے اندر
ایک قبر حضرت ایوّب علیہ السّلام کے نام سے مشہور ہے
کتاب خلاصۃ الاحادیث جو کہ شہر سہارنپور میں مولوی نجف
علی صاحب کے کتب خانہ میں قلمی موجود ہے اُس کے باب
۱۹ ایں یہ حدیث مندرج ہے۔ قال علیہ السلام ان فی الہند
بلد تو اسمھا اودہ بین قبرین بلنیں شیث والیوب علیہم السّلام

ترجمہ حدیث۔ ہند میں ایک شہر ہے کہ اُسے اودھ کہتے ہیں اُس میں درمیان دو بلندی کے قبر دو پیغمبروں کی ہیں شیث و ایّوب علیہ السّلام۔

## حضرت جلال الدّینؒ

حضرت جلال الدین موصوف الصّدر جنہوں نے کہ اِس درگاہ کو پختہ تعمیر کرایا تھا اسی قبر میں آسودہ ہیں اور اُن کی قبر کی ساخت مثل قبر حضرت شیث علیہ السّلام کے مدوّر ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں درگاہ حضرت شیث علیہ السّلام پختہ کی جاتی تھی اُسی زمانہ میں ان حضرت نے رحلت فرمائی اور اُن ہی معماران نے آپکی قبر کو اُسی طریق پر بنایا کیونکہ اس جوار میں ہزارہا قبور پختہ واقع ہیں لیکن کوئی قبر مدوّر مثل اُس کے نہیں ہے آپکی قبر حضرت شیث علیہ السّلام کے درگاہ سے مغرب جانب ایک دوسرے احاطہ کے اندر واقع ہے۔

## خواجہ ضیاالدّین بخشیؒ

حضرت شیث علیہ السّلام کی درگاہ سے دکھن کی جانب یعنی احاطہ کے باہر ٹیلہ پنہیا جھاڑ کے قریب درخت املی کے نیچے ایک چبوترہ پر حضرت خواجہ ضیائ الدین بخشی کی قبر ہے آپ حضرت نظام الدین اولیا

قدس سرہ کے خلفا میں سے ہیں زیادہ تر دیکھا گیا کہ بزرگان اس قبر پر فاتحہ کے لئے مخصوص جاتے ہیں اور بیٹھتے ہیں۔

## اولیا اللہ

خواجہ ضیاءالدینؒ کے مزار کے دکھن کی جانب لب تالاب ایک بڑے چبوترے پر جو کہ کنکر کا بنا ہوا ہے ایک مزار اولیا اللہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرحومان سلف فرماتے تھے کہ یہ حضرت اس جوار درگاہ شیث علیہ السلام کے کوتوالی کی خدمت رکھتے ہیں۔ اس چبوترہ کی بنیاد پانچ سو برس سے کم کی نہیں معلوم ہوتی یہ چبوترہ تخمیناً تین مربع گز کا ہوگا۔ ایک درخت املی کا اِس چبوترہ پر خودرو نہایت موٹا ہے اور اُس کی جڑوں نے اس چبوترہ کو ایسا مضبوط پکڑا ہے کہ ایک کنکر کا بھی نقصان نہیں ہوا علاوہ اس درخت کے قریب دس پندرہ درخت کھرنی وغیرہ کے اس چھوٹے چبوترہ پر خودرو ہیں اور قبر پر سایہ انداز ہیں۔ گویا ایک چھوٹا باغ اس پر ہے اور عجیب کیفیت رکھتا ہے بظاہر یہ کرامات اِن حضرت کی نمودار ہے۔

# قبور مغرب جانب اجودھیا سڑک کے اتّر دکھن

## بخشی بابا

فیض آباد سے اجودھیا کو جاتے ہوئے شہر فیض آباد کے ناکہ پر سڑک سے اُتر جانب محلّہ موسوم بہ گنبد بخشی بابا ملتا ہے۔ چنانچہ اِس محلہ میں ایک پُرانا گنبد پتھر کی عمارت کا ایک بلندی پر واقع ہے۔ جس کے اندر تین قبریں ہیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت فوج سیّد سالار مسعود غازی کے بخشی تھے۔ باقی دو قبریں اُن کے مصاحبین کی ہیں اس گنبد کے گرد و پیش ہزار ہا قبور واقع ہیں گنبد کے پچھم جانب ایک مسجد بھی ہے جو فی زمانہ افتادہ ہے اسی سڑک کے دکھن جانب و نیز محلہ بخشی بابا کے مقابلہ میں نور بافوں کے مکان سے متصل ایک چبوترہ پر تین قبریں شہدا کی ہیں یہ قبریں بھی شہدائے عہد حضرت مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ سے مشہور ہیں۔ اسی چبوترہ پر موٹے اور پُرانے درخت املی و مولسری کے موجود ہیں۔

# درگاہ حضرت بڑی بی بی صاحبہ

قبور مذکورالصدر کے پورب جانب مشہور

قبرگاہ درگاہ بڑی بی بی صاحبہ کے نام سے موسوم ہے عوام بڑی بوا کہتے ہیں یہ حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کی بڑی بہن ہیں اس درگاہ کے گرد و پیش دور تک ہزارہا قبریں پختہ و خام واقع ہیں اور حضرت بڑی بی بی صاحبہ کا مزار ایک چہار دیواری کے اندر واقع ہے عرصہ ۶۵ سال کا گزرا کہ واجد علی خانصاحب ناظم سلطان پور نے مرمّت اس درگاہ کی بموجب ارشاد اپنے مُرشد حافظ محرم علی صاحب مغفور خیرآبادی کے کرائی تھی اور بعد گر پڑنے کے شیخ رمضان علی سوداگر شہر فیض آباد نے از سر نو مرمّت کرائی اس قبرستان میں تین چار مقبرہ واقع ہیں منجملہ اُن کے ایک نہایت خوش قطعہ اور وسیع ہے چہار دیواری اُس کی بہت مکلّف اور ہر چہار جانب برج دار ہے یہ مقبرہ حاجی اقبال خواجہ سرا کا ہے کتبہ جو قبر کے سرہانے کندہ ہے عبارت اُس کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام۔ تاریخ وفات خان مغفرت نشان حاجی اقبال خان فی شہر ذیعقد ۱۱۷۰ھ قدسی ۲۲۔

# شیخ الٰہی بخش صاحب مجذوب

حضرت بڑی بی بی صاحبہ کے مزار سے متصل

اُتر جانب تالاب کے اُس پار یعنی اُتر ایک چبوترہ کلان پر تین قبر واقع ہیں اُن میں سے ایک شیخ الٰہی بخش صاحب مجذوب کی ہے یہ حضرت مشہور صاحب تصرّفات و صاحب کرامات تھے اکثر لوگوں کے ساتھ متشکل ہو کر اپنے تصرّفات ظاہر فرمائے ہیں خصوصًا جناب سید مراد اللہ صاحب بہرائچی کے ساتھ جو کہ مولانا صاحب سید نعیم اللہ بہرائچی کے خلیفہ تھے یہ معاملہ ہوا کہ جب اُنکا قیام شہر فیض آباد میں تھا تو بروز جمعرات اُن کے مزار پر جاکر فیض حاصل کرتے تھے۔ ایک روز شاہ ٹاٹ صاحب کی مسجد میں اہل خلاف مولانا صاحب کی ہتک حرمت کے لئے جمع ہوئے اُس وقت یہ حضرت عالم ظاہر میں متشکل ہو کر تشریف لائے یعنی وہ شخص بصورت جوان صالح ہتھیار بند کے جو کبھی مسجد میں یا مولانا صاحب کے پاس نظر نہ آئے تھے ظاہر ہوئے اور اس ہجوم کو درہم کیا اور تشریف لے گئے دیگر اشخاص حاضرین الوقت نے مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ یہ دونوں صاحب ہتھیار بند کون تھے اُن کو کبھی ہم لوگوں نے آپکی خدمت میں نہیں دیکھا ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ وہ حضرات شہدا ہیں

جہاں پر میں بروز جمعرات جایا کرتا ہوں جس وقت فیض آباد سے اجودھیا تک ریل نکالی جارہی تھی وہ چبوترہ سڑک ریل کے درمیان آگیا تھا اور لین کی جھنڈی عین چبوترہ پر نصب کی گئی جو کچھ معاملہ صاحبان مہتمم سڑک و بابو ان بنگالی پر جو کہ قصداً چبوترہ موصوف کے کھودنے کے لئے آئے تھے گذرا بہت ہی مشہور ہے آخر کار دو تین آدمیوں کی ہلاکت کے بعد چبوترہ ریل کے گزرنے سے محفوظ رکھا گیا۔ اور سڑک ٹیڑھی کر کے نکالی گئی اور چبوترہ کو بہت ہی مضبوط اور خوشنما بنوا دیا گیا۔ جمعرات کے روز لوگ وہاں پر زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

# قبرستان درگاہ قلندر شاہ صاحب تالاب چھالیا

## حضرت لال شاہ باز قلندر قدس سرہ

یہ خاص قبرستان ہے اور شہر اودھ کے پچھم جانب واقع ہے۔ اس قبرستان میں حضرت لعل شاہ باز قلندر قدس سرہٗ کا مزار ہے ایک چبوترہ کے نیچے ایک تہہ خانہ نہایت صاف روشن ہے جس کے اندر تلاوت قرآن شریف کی بخوبی ہو سکتی ہے۔

تہ خانہ کے اندر پچھم جانب کی دیوار میں ایک مہراب بنی ہوئی ہے۔ اسقدر جگہ تہہ خانے کے اندر ہے کہ ایک امام معہ سات آٹھ آدمی مقتدی کے باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں حضرت لعل شاہ باز قلندر خلیفہ حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہٗ کے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام حضرت لعل شاہ باز قلندر کے چلہ کشی کا تھا۔ اور بعد اُن کی وفات کے قبور کا نشان چھت پر بنایا گیا۔ چبوترہ کی ساخت اور نیز درختان مولسری جو وہاں پر واقع تھے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو چار پانچ سو برس کا زمانہ گزرا۔

## راجہ گاجہ شہید

اس قبرستان اور گنبد بخشی بابا موصوفہ بالا کے درمیان میں درخت انبہ کے نیچے دو قبر راجہ گاجہ شہید کے نام سے مشہور ہیں جمعرات کے روز اہل حاجت وہاں جاتے ہیں اور حق سبحانہٗ تعالیٰ اُن کی برکت سے دعا قبول فرماتا ہے گرد و پیش اُن کے ہزارہا قبور واقع ہیں لیکن جو قبرستان شمال جانب واقع ہے کیفیت اُس کی قابل دید ہے کہ ایک نور کا تختہ معلوم ہوتا ہے اسی جوار کے باغات میں تین گنبد مثل بخشی بابا صاحب کے واقع ہیں دو گنبدوں کی چھت گر گئی ہے۔ اسی کے قریب میں ایک قنا طی مسجد لب کراہیہ نہایت وسیع واقع ہے اُس کے صحن میں ایک قبر درخت انبہ کے نیچے شہید مرو کے نام سے مشہور ہے یہ حضرت مشہور صاحب تصرفات سے ہیں۔

# باغ عجیبی

## بھائی خاں شہید

موضع مذکور الصدر میں ایک باغ آم کا ہے اُس میں ایک قبر بھائی خاں شہید کے نام سے مشہور ہے یہاں پر بھی بہت قبریں پختہ پُرانی زمانہ سلف کی ہیں یہ قبرستان عام ہے۔

## تکیہ شاہ گدّی

یہ قبرستان عام ہے اس میں بہت قبر پختہ واقع ہیں اس جگہ کو شاہ گدّی کہتے ہیں وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہوئی۔

# محلہ کتیہانہ

## حریرہ پیر

اس محلہ میں ایک ٹیلہ پر نہایت پُرانے درخت املی کے نیچے ایک قبر شہید مرد کے

نام سے مشہور ہے ساخت اُس کی پتھر کی ہے جگہ نہایت
خوشنما اور دلچسپ ہے یہ حضرت عوام مین حریرہ پیر کے نام
سے مشہور ہیں محلہ وگرد و نواح کے لوگ نذر نیاز کرتے
ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ حضرت ممدوح کی برکت سے دعا
کو قبول فرماتا ہے۔

## حضرت محمد علی گنگ

یہ حضرت زمانہ سابق میں جس کو
عرصہ چار سو سال کا گزرتا ہے
ہوئے اور سات صاحبان
ایک خاندان میں مرید ہوئے اور تمام روئے زمین کا گشت
تادیوار قہقہہ کیا اسی سبب سے ہر ایک صاحب خاموش
تھے چنانچہ درگاہ حضرت شیث علیہ السلام دکھن جانب ہر ایک
صاحب ایک ایک مسجد قناطی میں مدفون ہیں یہ جگہ نہایت
دلچسپ و بابرکت اور پرفیض ہے۔

## خوردمکہ

جو نہر راجہ درشن سنگھ نے کھودوائی ہے اور جس کے کھدوانے
میں بہت سی قبریں تلف ہوئی ہیں اُسی کے کنارہ پر ایک پختہ احاطہ
واقع ہے اُس کو لوگ فی زمانہ خورد مکہ کہتے ہیں۔

## سیّد علاءُ الدّین خراسانی

اسی خوردمکہ میں مزار سیّد علاءُ الدین خراسانی کا ہے

جو کہ کتاب ما مقیمان کے مصنّف ہیں یہ حضرت نظام الدّین اولیاءؒ کے مشہور خلیفہ ہیں۔ تصوّف میں آپ کو کمالیت حاصل تھی جیسا کہ آپ کی تصنیف کتاب ما مقیمان سے ظاہر ہے جس کا یہ شعر

کہ بچشمان دل مبیں جز دوست ۔ ہر چہ بینی بداں کہ مظہر اوست

آپ کی خدا شناسی کا مصداق ہے۔ آپ کے مزار کے سرہانے ایک سنگ سیاہ نصب ہے۔

## سیّد ماہرو وغیرہ

اس احاطہ کے اندر تقریبًا صدہا قبریں پختہ واقع ہیں یہ قبریں سیّد ماہرو وغیرہ اور اُن کی اولاد کی ہیں

احاطہ کے باہر بھی صدہا قبریں پختہ و بیشمار مساجد قناطی کہ جن کے صحن میں قبریں ہیں تالاب اٹوا تک واقع ہیں۔ یہ کل آراضی قبروں کی حضرت سیّد علاؤ الدّین قدس سرہٗ کی اولاد کے قبضہ میں ہے جو محلہ میران پور کے رئیس ہیں یہ قبرستان احاطہ کے اندر خاص ہے اور گرد و پیش عام ہے۔

# محلّہ قضیانہ

## شیخ کریم الدّین قدس سرہٗ

جو سڑک لب دریا فیض آباد سے جاتی ہے اُسی کے قریب ایک خانقاہ موسوم بہ شیخ کریم الدین قدس سرہٗ مشہور ہے۔ یہ حضرت خلیفہ جمال الدین اولیاؒ قدس سرہٗ کے اور وہ خلیفہ حضرت شیخ مظفر بلخی قدس سرہٗ کے اور وہ خلیفہ حضرت شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہٗ کے ہیں اور گرد ان مزارات کے تا فی زمانہ چہار دیواری پختہ تھی۔ تھوڑا زمانہ گزرتا ہے کہ ایک نوزباف نے اس دعوے سے کہ اُس کے جد نے مرمّت خانقاہ کی کرائی تھی۔ فروخت کر کے کھود ڈالا۔ اب پختہ چبوترہ پر دو مزار قائم ہیں۔

## پانچی شاہ درویش و میران شاہ چیتن

اسی محلہ میں قبر پانچی شاہ درویش کی اور ایک چہار دیواری کے اندر قبر حضرت میران سید شاہ چیتن درویش کی ہے۔ چنانچہ یہ محلہ اُنہیں کے نام سے مشہور ہے۔

یعنی پانچ تولہ کہلاتا ہے۔ سلسلہ ہر دو بزرگوار معلوم نہیں ہوسکا۔

## بہار شاہ صاحب و مکّی شاہ صاحب

اسی محلہ میں دو مزار چبوترہ ہائے پختہ کلاں پر واقع ہیں ایک جانب شمال بہار شاہ صاحب کے نام سے اور دوسرا جانب جنوب دو تین بگہ کے فاصلہ پر مکّی شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہے بلکہ چبوترہ پر خودرو درخت نیم سایہ انداز ہے اور عجیب دلچسپ جگہ ہے۔

## قطب شاہ صاحب

سڑک مذکورہ بالا کے اتّر جانب جس پر مزار بہار شاہ صاحب وغیرہ کا ہے تکیہ قبرستان قطب شاہ خلیفہ پاتی شاہ صاحب آزاد طریقہ کا ہے ان بزرگوار کو زمانہ ایک سو پچاس سال کا گزرا اکثر خرقِ عادات مشہور ہیں۔

# جلوان پورو کھر ذنیا تالاب

## بجلیا شہید

تکیہ قطب شاہ کے پورب جانب یہ تالاب واقع ہے اس تالاب کے

دکھن جانب ایک خانقاہ عظیم ہے کہ جس کے احاطہ پختہ و دروازہ کلاں کے آثار اسوقت تک نمودار ہیں۔ واقع ہے اس جگہ پر ہزارہا قبور پختہ زمانہ دراز کی ہیں ایک مقبرہ کلاں کی ساخت اس کی مثل گنبد بخشی بابا صاحب کے ہے واقع ہے اور خلق اس کو بجلیا شہید کہتی ہے مگر بوجہ زمانہ دراز کے اثبات کو نہیں پہنچا۔

## حضرت نبی بنا حضرت پاتی شاہ و سید جلال

اسی خانقاہ میں ایک مسجد ہے کہ جس کی ساخت پانچ چھ سو سال کی معلوم ہوتی ہے اُس مسجد کے صحن میں اتر جانب مزار حضرت نبی بنا صاحب اور دوسرے احاطہ میں قبر حضرت پاتی شاہ صاحب کی اور تیسرے احاطہ میں قبر حضرت سید جلال صاحب کی ہے یہ قبرستان عام ہے

## شاہ بدیع الدین قدس سرہٗ

اس تالاب کے اُتر جانب باغ میں مزار حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہٗ عرف شاہ بدیع صاحب کا ہے یہ حضرت عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں مشائخ کبارین سے تھے وطن اُنکا شہر جونپور ہے۔

اس قبرستان میں گلاب کے درخت موجود ہیں۔

# قبرستان متعلق قبر نوگزی

لب سڑک مکان تھانہ کے قریب ایک قبرستان نوگزی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبر پیمائش میں ۱۸ گز ہے ایک احاطہ کے اندر واقع ہے مشہور یہ ہے کہ نوری شاہ نامے درویش نے ایک تختہ کشتی کا زمین کے نیچے سے پاکر حضرت نوح نبی کی کشتی کا ٹکڑا مشہور کیا اور قبر اس کی تیار کی۔ لیکن یہ ذکر کتابوں میں نہیں پایا گیا۔

## حضرت ہند

کتب تواریخ سے جنکا نام حضرت شیث علیہ السلام کے ذکر میں مندرج ہے پایا گیا کہ بعد حضرت شیث علیہ السلام کے بناء شہر اودھ کی حضرت ہند ابن حضرت جام ابن حضرت نوح نبی علیہ السلام سے ہوئی اس مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ شائد یہ قبر حضرت ہند کی ہو گی کیونکہ اس جوار کی قبریں نوح نبی علیہ السلام کے قبرستان کے نام سے مشہور ہیں۔ اس قبر کے گرد پلش ہزارہا قبور پختہ دور تک واقع ہیں۔ حد غربی

تالاب اٹوا حد شرقی لب دریا گھاگرہ حد جنوبی بازار رانی گنج حد شمالی تا موضع میراں پور و محلہ سر گدواری نوگزی قبر کے احاطہ سے قریب ایک گنبد پرانا زمانہ سلطنت کا جس کی عمارت مثل گنبد بخشی بابا کے ہے بلکہ دونوں ایک ہی معمار کے ہاتھ کے بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہنگی سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی امیر یا بزرگ سلطان شہاب الدین غوری یا حضرت سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے عہد کا ہو گا۔ اس گنبد میں بھی تین قبریں ہیں۔ ایک بلندی پر یہ گنبد واقع ہے نام اہلِ قبور کا بزرگان سے سنا نہیں گیا۔ جانب مغرب اس گنبد کے ایک مسجد قناطی تھی جو اب گر پڑی۔

اس گنبد کے مقابلہ میں جانب مغرب و شمال لب تالاب اٹوا ایک دوسرا گنبد اسی طرح کا ہے جو بارش میں آدھے پر سے چاک ہو کر گر پڑا باقی نصف معہ قبور کے قائم ہے۔ اس گنبد کے اِرد گرد صدہا قبریں پختہ و کہنہ واقع ہیں لیکن نام اِن حضرات کا سنا نہیں گیا بخشی بابا کے گنبد سے لیکر اس گنبد تک سات گنبد ایک ہی شکل و ہیئت کے ہیں۔ اُن میں سے صرف بخشی صاحب کا نام معلوم ہوا۔ بقیہ صاحبان کا نام اثبات کو نہیں پہنچا۔ اِن گنبدوں کی عمارت چھ سو برس سے کم کی نہیں معلوم ہوتی ہے۔

# مولانا تقی الدین اودھی قدس سرہٗ عرف علم بخش

قبر نوگزی کے احاطہ کے عقب میں ایک باغ آم کا ہے

اُس باغ میں بیراگیوں کے استھان کے قریب جو کہ فی زمانہ بنائے گئے ہیں اب صرف ایک مزار مولانا تقی الدین کا ہے یہ حضرت خلیفہ حضرت فرالدین گنج شکر قدس سرہ کے ہیں کتاب اخبار الاخیار میں ذکر ان حضرت کا دیکھا گیا کہ علاوہ کمال باطنی کے کمال حال یعنی علم ظاہری بھی بے مثل رکھتے تھے اُن کے عالم حیات میں علم ظاہری کا فائدہ بہت آدمیوں کو پہنچا اور یہ فیض بعد رحلت بھی جاری ہے یعنی لڑکے برائے ترقی علم و ذہن بروز جمعرات انکے مزار شریف کی خاک جس کا کہ اب صرف ایک چبوترہ خام باقی ہے چاٹتے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ ان کی برکت سے اُن کو بے علم نہیں رکھتا۔ اِس مقام پر صدہا قبریں تھیں جو بسبب بنانے مکان بیراگیان و نیز نصب ہونے باغات کے تلف ہو گئیں۔ چونکہ یہ ایک ایسا مشہور مزار تھا کہ فیض اب تک جاری ہے تلف ہونے سے محفوظ رہا۔ کتاب لطائف اشرفی میں بھی پتہ اس مزار کا برلب تالاب اٹوا درج ہے کتاب لطائف اشرفی و اخبار الاخیار میں مذکور ہے

کہ بحالت حیات یہ حضرت تمام رات گھر سے باہر جنگل میں خفیہ عبادت فرماتے تھے اور علی الصباح وقت نماز کے گھر پر تشریف لاتے تھے یہ حضرت بھتیجہ حضرت مولانا داؤد جو کہ حضرت فرید الدین گنج شکر کے خلیفہ اعظم تھے ہیں۔ حضرت داؤد قدس سرہ کا مقبرہ قصبہ ایسے مواہن جو کہ اب روضہ گاؤں کہلاتا ہے اور قصبہ رود ولی ضلع بارہ بنکی سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے واقع ہے۔

## شاہ خواجہ کڑے صاحب

مولانا تقی صاحب عالم بخش قدس سرہ کے مزار سے پورب و دکھن درمیان مکان بیراگیان و مندر بنا کردہ راجہ دیوان زیر دیوار مندر ایک قبر پختہ شاہ خواجہ کڑے کے نام سے مشہور ہے اس زمانہ تک اگر کوئی وہاں بیمار ہوتا ہے تو مشک آلودہ عطر روئی میں لگا کر اُنکی قبر شریف پر رکھتا ہے اور صحت پاتا ہے۔ ایک معمار راست گو بیان کرتا تھا کہ میں نے بیراگیوں کے مکان کی استرکاری کا ٹھیکہ لیا بوجہ ہونے ٹھیکہ کے پاڑہ کی لکڑی اپنے گھر سے لایا تمام دن کام کرنے کے بعد شام کو جب واپس جانے لگا تو لکڑیوں کے ضائع ہو جانے کا خوف دلمیں سمایا پس میں نے اُس مزار کے پاس جا کر کہا کہ حضرت یہ لکڑیاں میری ہیں گزند چور سے محفوظ رکھی جاویں چنانچہ ایک مزدور رات کو اُس طرف سے

گذرا دیکھا کہ ایک شخص سفید پوش قریب اُس پارہ کے چہل قدمی کر رہا ہے اور ایسا ہی دو ایک بیراگیوں نے بھی دیکھا اور صبح کو اُس معمار سے بیان کیا۔ اب یہ مزار معہ مسجد قناطی شکست ہو کر گر گیا ہے۔

## قبرستان عاشق و معشوق

تالاب اٹوہ کے کنارے پر دو قبریں عاشق و معشوق کے نام سے مشہور ہیں اور بوجہ بارش زمین اُس جگہ کی بہہ گئی ہے اور قبر عاشق و معشوق کی زمین کے نیچے گر پڑی ہے۔

## مسافر شاہ درویش

اسی جوار میں قبر نوگزی کے احاطہ سے قریب لب سڑک ایک قبر مسافر شاہ نامی درویش کی ہے جو کہ تیسری تاریخ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ کو بیراگیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہاں ہر پنجشنبہ کو لوگ جمع ہوتے ہیں قبر و چبوترہ پختہ موجود ہے۔ قصہ اُن کا یوں ہے یہ درویش ضلع عظیم آباد کے کسی قصبہ کے رہنے والے تھے اور بہت عرصہ سے سیاحت کرتے تھے چنانچہ پنجاب اور پانی پت دہلی وغیرہ میں رہے اور ماہ صفر ۱۲۹۲ھ میں شہر اودھ میں وارد ہوئے اور دریا پار جانے کا ارادہ کیا چونکہ متصل رام گھاٹ

لب دریا چھاؤنی بابا رگھوناتھ داس کی واقع ہے اور اُس میں بہت سے بیراگی موجود رہتے ہیں یہ درویش بھی وہاں گئے اور ایک ساعت بابا رگھوناتھ داس کے پاس بیٹھ کر اُٹھے اُٹھنے کے وقت باباجی نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ شاہ صاحب کے واسطے جنس لادو۔ شاہ صاحب نے کہا میں جنس لینے نہیں آیا تھا بلکہ تمہاری فقیری دیکھنے آیا تھا۔ اُس کے جواب میں باباجی نے کوئی سخت بات کہی جس سے شاہ صاحب کو ملال ہوا! ۔ اور چھاؤنی کے قریب دو تین درخت آم کے تھے وہیں جاکر شاہ صاحب بیٹھے بالآخر آپ کے تصرّفات ایسے نمایاں ہوئے کہ اُن کی خدمت میں بھی صدہا آدمی مثل بابا رگھوناتھ داس کے حاضر ہونے لگے اُنہیں ایام میں گرد ونواح میں بیماری ہیضہ بکثرت شروع ہوئی اور بیماروں میں سے جو شخص شاہ صاحب تک پہنچا صحت یاب ہوا جب اس بات کی شہرت عام ہوگئی تو اُن کے یہاں ہجوم باباجی کے یہاں سے زیادہ ہونے لگا اور گمان ہے کہ اسی وجہ سے بیراگیان نے شائد آپ کو شہید کیا ہو اور لاش ڈاکٹری وغیرہ ہونے کے بعد دفن ہوئی ۔

## شاہ شمن فریادرس

آپ کا نام حضرت شاہ شمس الدین صدیقی اودہی ہے اور عرف حضرت شاہ شمن

فریادرس ہے۔ خاص و عام میں مشہور ہے کہ جو مصیبت زدہ آدھی رات کے وقت مزار شریف پر حاضر ہو کر اپنے مطلب کی التجا کرے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ ان کی برکت اور طفیل سے حاجت رفع فرما دیتا ہے بلکہ بالخصوص دفع ظالم کے لئے آپ کا مزار تالاب اٹوہ کے گوشہ شمال و مغرب میں ایک بلندی پر واقع ہے یہ حضرت سلطان سید اشرف قدس سرہٗ کے خلفائے اعظم میں سے ہیں۔ معہ آراضی مزار شریف کے متصل واسطے عرس و مرمت خانقاہ کے بنام خادمان ابتک معاف ہے مگر وہ لوگ جن کے نام سند عطا ہوئی ہے خانقاہ کو محض ویران کئے ہوئے ہیں۔ دیواریں گر گئی ہیں حتیٰ کہ احاطہ کے اندر جو درختان مولسری کے مزار شریف پر سایہ فگن تھے اُن کو کٹا کر فروخت کر ڈالا اور آراضی کو رہن و بیع کر دیا۔ ان حضرت کی تاریخ وفات اس قطعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ قطعہ حسب ذیل ہے۔

بہفتم محرم وروز جمعہ — رسید ندبرضوان شال شمع
زہجرت نود ہفت صد بود سال — کہ با ملک علوی شدہ ہم مقال

ان کے صاحبزادے شاہ بدیع الدین قدس سرہٗ سے تین صاحبزادے وجود میں آئے۔ ایک شاہ احمدؒ دوسرے شاہ جہانگیر اور تیسرے شیخ اللہ داد۔ اولاد شیخ احمد صاحب

کی موضع کولا پرگنہ منگلسی ضلع فیض آباد میں آباد ہیں اور مزار شیخ احمد صاحب کا اُسی موضع میں ہے اور عُرس بھی ہوتا ہے اور زمینداری اُس موضع کی اُنہیں کی اولاد کے نام ہے۔

شیخ جہانگیر صاحب سے مولانا علاؤالدین صاحب قدس سرہٗ ہیں موضع علاؤالدین پور پرگنہ منگلسی قریب موضع کولا کے اُنہیں کے نام مبارک سے آباد ہے اور قاضی بشارت علی وغیرہ اُنکی نسل سے ہیں۔ بلکہ اِس پرگنہ کا عہدہ قضا اُن کی اولاد کے نام سے ہے۔

شیخ اللہ داد صاحب کی نسل سے مولوی محمد نصیر صاحب جو کہ بڑے زبردست عالم تھے ہیں تاریخ سیرۃ المتاخرین وغیرہ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد نصیر صاحب فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں بڑے زبردست علما میں سے تھے اور سفر کے طور پر ایران تشریف لے گئے تھے ماہ رجب المرجب سنہ ۱۱۳۸ھ میں رحلت فرمائی۔

## سیّد مرتضیٰ صاحب وغیرہ

حضرت شمس الدین قدس سرہٗ فریادرس کی خانقاہ کے عقب میں جانب مغرب حضرت سیّد ارتضیٰ صاحب و حضرت سیّد مرتضیٰ صاحب و حضرت سیّد شاہ عثمان صاحب قدس سرہٗ کی

خانقاہ ہے سید حضرت مرتضیٰ صاحب کے اکثر حالات و خرقہ
عادات مشہور ہیں۔ مولوی جعفر علی صاحب جو کہ سید احمد صاحب
بریلوی کے خلیفہ تھے و نیز شاہ علاء الحق صاحب فرماتے تھے
کہ ہم لوگ بموجب ارشاد اپنے والد کے اُن کے پاس حالت
بیماری میں حاضر ہوئے جس روز انکا انتقال ہونے والا تھا اُس
دن بھی ہم لوگ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر اسباب
موجود ہے ایک فہرست میں لکھیں اور مولوی جعفر علی صاحب
سے ارشاد فرمایا کہ ایک خط میاں سید زماں صاحب اُن
کے لڑکے کے نام لکھیں میاں سید زماں صاحب وطن میں
تھے اور اُس خط میں وصیتیں بنام فرزند لکھوائیں۔ کُل حاضرین
سے بوقت رحلت مصافحہ کرتے تھے اور خدا کو سپرد کرتے
جاتے تھے کہ رُوح مبارک اِس جہان سے پرواز فرما گئی
الغرض عید کی نماز کے بعد ہزاروں مخلوق اودھ و فیض آباد
کی خانقاہ میں موجود تھی اور موافق وصیت کے غسل دریا کے
پانی سے دیا گیا مسمیان عبد اللہ و جبار خاں قبر کے اندر اُترے
جبار خاں نے حاضرین سے باآواز بلند کہا جس شخص کو جنت
کی ہوا لینا اور دیکھنا منظور ہو دیکھے چنانچہ اکثر لوگوں نے دیکھا
کہ پچھم کی جانب قبر میں ایک سوراخ ہے اور اسی سوراخ سے
ایک نفیس ہوائے خوش آرہی ہے۔

حضرت سید محمد بخش عرف ننھے میاں جو کہ سید ارتضی صاحب کے صاحبزادہ تھے سجادہ نشین ہوئے اور اکثر گورکھپور وغیرہ تشریف لیجاتے تھے کیونکہ وہاں کے اکثر روسا اُن کے جد و آبا کے مرید تھے۔

حضرت حاجی سید شاہ صفدر حسن صاحب اُن کے فرزندوں میں سے اور کمال ظاہری و باطنی میں شہرہ آفاق ہیں اور بعد وفات اپنے والد ماجد کے اپنے قدیم وطن یعنی دہلی و سرہند سے یہاں تشریف لائے تھے۔ اپنے جد آبا کی محبت سے شہر اودھ میں بالخصوص قیام فرماتے تھے۔ دو مرتبہ علماؤں کے ہمراہ زیارت اور حج کے لئے تشریف لے گئے اور ہر مرتبہ چند چند مہینہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ نسب اُن کا حضرت خواجہ سرود چشتی رحمتہ اللہ اور اُن کو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام تک پہنچتا ہے حضرت سید صفدر حسن صاحب نے ترتیب حاشیہ وغیرہ کلام مجید اور تمام فقہ اور شان نزول ہر سورہ کی و تعداد حروف و نیز ہر ورق کے زیر و زبر ضمم و سکون پندرہ سال کی مدت میں بصحبت علمائے دہلی تیار فرمایا تیرہ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۱ھ قدسی کو اودھ سے سرہند تشریف لیجاکر اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔

# محلہ بیگم پورہ

## شیخ فرید الدین قتال

سید ارتضیٰ صاحب کے خانقاہ کے پورب جانب

لب سڑک ایک مسجد پرانی ٹوٹی ہوئی صدہا سال کی جن کی دیواریں لنکر کی تھیں باقی تھی اور مسجد شیخ فریدی کے نام سے مشہور تھی اس مسجد کے صحن میں نیم کے درخت کے نیچے مزار حضرت فرید الدین قتال قدس سرہٗ کا ہے اُن کا ذکر کتاب لطائف اشرفی میں مذکور ہے ان کا نسب مخدوم حضرت سلطان اشرف جہانگیر سے ملتا ہے یعنی منجملہ پانچ صاحبزادگان حضرت سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہٗ ہمشیرہ زادہ و خلیفہ حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ تھے اولاد ہر ایک صاحب کی کچھوچھہ دردناہی دجائس وصالح پور وغیرہ میں ہیں بوجہہ خلافت حضرت شمس الدین فریادرس قدس سرہٗ کے حضرت موصوف نے مسجد و خانقاہ شہر اودھ میں بنا فرمائی اور معتقدین کی ہدایت میں مصروف ۹۰۰ھ ہوئے اور یہیں پر اس جہانِ فانی سے

رحلت فرمائی۔ اولاد حضرت موصوف کی بسکھاری اور کچھوچھہ میں ابتک موجود ہے۔

اس جگہ پر چند اور قبریں نئی اور پرانی ہیں منجملہ اُن کے ایک قبر پختہ حاجی حسن صاحب ساکن محلہ بیگم پورہ کی ہے مسجد موصوفہ پر جس کی کہ صرف دیوارہی باقی رہ گئیں تھیں احمد مرزا نامی ساکن محلہ مذکور نے چھپر رکھہ کر قبضہ کر لیا۔

# محلہ جمال اولیا

## حضرت جمال الدین قدس سرہٗ

محلہ بیگم پورہ کے پچھم جانب گوشۂ شمال کے ملحق ایک محلہ جمال اولیا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ محلہ فی زمانہ ویران ہو گیا۔ اسی محلہ میں ایک احاطہ کے اندر جس کی دیواریں شکستہ ہیں قبر حضرت جمال الدین اولیا قدس سرہ کی ہے۔ کتاب مراۃ الاسرار مصنفہ حضرت عبدالرحمٰن چشتی میں تحریر ہے کہ حضرت جمال الدین قدس سرہٗ کو سلسلۂ فردوسیہ میں حضرت شیخ مظفر بلخی قدس سرہٗ سے اور اُن کو شیخ یحیٰی منیری قدس سرہٗ سے خلافت

پہنچی ہے۔ قاضی ولی محمد سابق پیشکار تحصیل فیض آباد اُنہیں
کی نسل سے تھے اور اُن کے اجداد پرگنہ اوترولہ ضلع گونڈہ میں
مسکن گزین ہوئے۔ چنانچہ موضع علاؤالدین پور اُن کے پوتے
کے لڑکے کے نام سے آباد ہوا ہے اور اس وقت تک وہ لوگ
اُس میں آباد ہیں۔ شاہ جانی و شاہ درویش قدس سرہٗ اُن کے
خلیفہ میں سے اوترولہ ضلع گونڈہ میں مدفون ہیں۔

## شاہ بھکھہ صاحب

ایک دوسرے خلیفہ حضرت جمال الدین قدس سرہٗ کے یعنی شاہ بھکھہ
جو کہ مولانا کمال الدین برادر حضرت جمال الدین اولیا قدس سرہٗ
کے لڑکے تھے ہیں اور ان حضرت کا مزار موضع بلہر گھاٹ میں موجود
ہے۔ یہ موضع دریا کے کنارے اجودھیا سے پورب جانب
پانچ کوس کے فاصلہ پر بازار جلال الدین نگر کے قریب واقعہ ہے
اور ابتک اولاد شاہ بھکیہ صاحب کی موضع بلہار گھاٹ میں
موجود ہے۔ اور پیرزادہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مزار پختہ
اور وسیع احاطہ کے اندر واقع ہے اور عُرس وغیرہ
بھی ہوتا ہے۔ اُن کی قبر کی ساخت اُنہیں اولیاءُ
اللہ کی قبروں کے مثل ہے جو کہ شہر اودھ میں
مدفون ہیں۔

## شیخ کبیر صاحب

شیخ کبیر صاحب حضرت شاہ بھکھہ صاحب قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور مزار اُن کا قصبہ مگھر پرگنہ خلیل آباد ضلع گورکھپور میں ایک بلندی پر واقع ہے۔ یہ جگہ نہایت دلفریب اور پرفضا ہے۔ جہاں پر دل کو تازگی اور فرحت حاصل ہوتی ہے مگر شیخ کبیر صاحب کی دو قبریں وہاں ہیں ایک مسلمان فقیروں کے قبضہ ہے اور دوسری ہندو فقیروں کے یہ نہیں معلوم کہ کونسی اصلی قبر ہے اور کونسی مصنوعی۔

## مولانا کمال الدین اولیاً

مولانا کمال الدین اولیاً صاحب کی قبر محلہ ٹیڑھی بازار جوگیوں کی مسجد کے اندر واقع ہے یہ صاحب بھی اولیاً کبار سے تھے۔

## حافظ امان اللہ صاحب

اسی محلہ میں ایک مسجد لب سڑک حضرت جمال الدین اولیاً کی درگاہ سے پورب جانب واقع ہے یہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ اسی کے صحن میں قبر حافظ امان اللہ صاحب کی جو کہ فاضل ذی استعداد اور صاحب فیض نواب آصف الدولہ

بہادر مرحوم کے زمانہ میں تھے واقع ہے یہ صاحب نہایت
متوکل اور قانع تھے ایام حیات میں اُسی مسجد میں قیام رکھتے
تھے اور شرفائے اودھ کے بہت لڑکے اُن کی ذات سے فائدہ
اُٹھاتے تھے۔ ایک روز سواری نواب آصف الدولہ کی
اُس طرف سے نکلی اُس وقت حافظ صاحب تلاوت
قرآن شریف میں مصروف تھے چنانچہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی
بیٹھے ہی رہے نواب صاحب اُن کی مشغولی اور
اپنی جانب سے بے پرواہی دیکھ کر سواری سے اُترے
اور حافظ صاحب کے پاس بیٹھے۔ حافظ صاحب کی تصنیف
سے دو ایک رسالہ بھی سنے گئے ہیں وطن اُن کا معلوم نہیں ہوا۔

## قاضی نورالٰہی

اس اکبری مسجد کے پورب جانب
لب سڑک ایک کنکر کی مسجد ہے
جس کے صحن میں ایک قبر قاضی نورالٰہی
کی مشہور ہے آپ کے نسب و سلسلہ کا حال دریافت
نہیں ہوا مگر اسقدر سُنا گیا ہے کہ رہنے والے لاہور ملک پنجاب
کے تھے۔

## کالے پہلوان شہید

مسجد موصوف الصدر
کے شمال جانب کچہری
عدالت کا مکان تھا

اُسی احاطہ میں کالے پہلوان شہید کی مشہور و معروف قبر تھی جبتک کہ عہد شاہی کی کچہری اُس مکان میں ہوتی تھی تب تک کچھ پیسہ محرّرانِ عدالت واسطے فاتحہ اور روشنی کے دیتے تھے اب مکانِ عدالت کا نیست و نابود ہو گیا۔

# قلعہ سکندر شاہ لودی

یہ قلعہ لب دریا واقع ہے سکندر شاہ لودی کا بنوایا ہوا ہے اس قلعہ کے دروازہ پر ایک قبر کمال شہید کے نام سے مشہور ہے قلعہ مذکور کے اندر اب صرف ایک مسجد لب دریا شاہ مذکور کے عہد کی باقی ہے۔ بہت نالشوں کے بعد یہ مسجد بیراگیوں کے قبضہ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئی۔

## شاہ ابراہیم صاحب

اس مسجد و قلعہ کی جانب جنوب و گوشہ شمال ایک مقبرہ نہایت عالیشان و خوش قطعہ مزار حضرت شاہ ابراہیم صاحب قدس سرہٗ کا ہے اُن کے جد بزرگوار میر حسن قلی سلطان شہر جاشقند سے ملک ہند میں اکبر بادشاہ کے زمانہ میں اعلیٰ عہدہ پر سرفراز ہو کر آئے

اُن کی وفات کے بعد سید میرز جانباز اُن کے لڑکے
اولاً قصبہ موہان قرب لکھنؤ اپنے خسر میر صادق کے گھر میں
جو کہ عالی نسب سادات سے تھے۔ اور مازندران کے رہنے
والے تھے۔ استقامت فرمایا اور اُس کے بعد شہر بنارس میں
رہنے لگے چنانچہ ولادت حضرت شاہ ابراہیم قدس سرہ کی
شہر بنارس میں شاہجہان بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ طبیعت
فیض برکت اُن کی لڑکپن ہی سے صحبت فقرا کی مانوس تھی
اور اُن کے دیگر برادران دربار شاہی میں منصب مناسب
پر مُلازم تھے اور بسبب جاگیر شہر پٹنہ میں سکونت اختیار فرمائے
ہوئے تھے۔

حضرت شاہ ابراہیم صاحب قصبہ منہاپور میں حضرت
خواجہ یحییٰ قدس سرہٗ کے خدمت میں پہنچے اور بعد ترک
روزگار شاہی سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں خرقۂ خلافت
سے مشرف ہو کر اپنے پیر کی اجازت سے شہر اودھ میں
قیام اختیار فرمایا۔

## فدائی خاں صوبہ دار

فدائی خاں صوبہ دار
شاہ ابراہیم صاحب
کے مریدوں میں سے
تھے ایک تواریخ میں فدائی خاں کا ذکر اسطور سے دیکھا گیا

کہ نواب فدائی خاں صوبہ دار ابن سلابت خان ابن سید حاجی نظام الدین شلی ادرماں کی طرف سے مسماۃ فاطمہ بنت نجیب النساء بنت پیر یادگار برادر حقیقی سلابت خاں مرحوم تاشقندی تھے اور سلابت خاں سادات میں سے تھے اور ہمراہ اپنے باپ کے ہندوستان میں آئے نام اُن کا خواجہ میر تھا لب دریا مسجد سر گدواری کی فدائی خاں موصوف کی بنوائی ہوئی ہے۔ اسی مسجد میں حضرت شاہ ابراہیم قیام پذیر تھے مسجد موصوف کے دکھن جانب درس تدریس و وعظ گوئی کے مکانات تھے اب یہ عمارت منہدم ہو گئیں فقط مسجد کا نشان باقی ہے چونکہ مرمت اس مسجد کی اہالیان سلطنت لکھنؤ کے متعلق نہ تھی اسوجہ سے خبر گیری اُس عہد میں اُس کی نہ ہوئی کچھ مواضعات ضلع گونڈہ میں مسجد کے خرچ کے لئے معاف تھے۔ مقبرہ کے گرداگرد مکانات بطور خانقاہ و نیز حلسرا شاہ صاحب کی ملقب بہ لبسرام محل تھی اُن کی اولاد نے بوجہ عام معیشت مکانات کو فروخت کر ڈالا جیسا کتب خانہ شاہ صاحب کا تھا ویسا شہر اودھ فیض آباد میں کسی کا نہیں تھا۔ شاہ صاحب کے پوتوں میں اسقدر بے علمی ہوئی کہ وقت تقسیم ترکہ کے اُن بیش قیمت کتابوں کو ترازو میں رکھکر تقسیم کیا اور اسطرح سے مفت یعنی کم قیمت پر بدیہ ہوئیں۔

مقبرہ موصوفہ کے اندر شاہ صاحب کا خرقہ

## موئے مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اور ایک جزدان میں تصویریں حضرات ماسبق کی موجود تھیں
اور ایک ڈبہ بھی مقفل پٹارے کے اندر کہ جس میں خرقہ
مبارک وعصاد کشتی رکھی تھی تھا ناواقفیت سے کسی وارث
نے اتبک نہیں پایا تھا فی زمانہ واسطے زیارت خرقہ وغیرہ
لوگ گئے ڈبہ مقفل دیکھکر میر نوروز علی صاحب مرحوم سے
کہ شاہ صاحب کی دختری اولاد سے تھے کھولنے کے لئے
اصرار کیا چنانچہ کنجی بھی پٹارے میں پائی کھول کر دیکھا تو ایک
کاغذ زبان عربی میں اور ترجمہ اسکا زبان فارسی میں ملاحظہ کیا اور
ڈبہ مذکور برادہ صندل اور دیگر خوشبویات سے پُر تھا اندر
اُس کے ایک چھوٹی تھی اُس کے اندر حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے اور اُس کاغذ میں
ذکر حصول دست بدست تا حضرت شاہ غلام قدس سرہ
کہ ہمشیرہ زادہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ
کے تھے درج تھا چونکہ فی زمانہ ایک آفت سے شہر

اہل کمال سے خالی ہو گیا ہے اس لئے کمتر لوگ اس امر سے واقف ہیں۔ اب دریافت ہوا ہے کہ موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیرزادگان حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر یہاں سے کچھوچھہ لسکھاری کو لے گئے اور اب وہاں موجود ہے۔ حضرت شاہ ابراہیم صاحب کے مقبرہ پر یہ کندہ ہے ذات مبارک شاہ گومہاری زمان بود۔ شرف خطاب ادہم از نام اوست منطوق۔ چوں خواستم زہاتف تاریخ از وفاتش۔ گفتہ بدہ بشارت عاشق بہ وصل معشوق ہو الخالق دریائے فیض ۱۱۱۵ھ

## یحییٰ خان بہادر

اس مقبرہ کے دکھن جانب ایک عالیشان مسجد نائب آصف الدولہ یحییٰ خان بہادر کی ہے تاریخ جو مسجد پر کندہ ہے حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| بعہد شاہ عالم والئے ہند | وزیر مملکت یحییٰ خان شد |
| امیر الدولہ اور اشد چو نائب | در اتوفیق خیرے بیکراں شد |
| در اینجا مسجد عالی بنا کرد | کہ جائے طاعت دیں پروراں شد |
| خیال سال تاریخش نمودم | محل ذکر رب تاریخ آں شد |

اس مسجد کے قریب ایک وسیع باغ جس کے اندر نور بیگ خان کا مقبرہ واقع ہے۔

# محلہ شاہ حورن غوری

## شاہ حورن غوری

شاہ ابراہیم قدس سرہٗ کے مقبرہ سے جانب مغرب وگوشہ جنوب محلہ شاہ حورن غوری قدس سرہٗ کا ہے۔ ایک مسجد قناطی طول میں بہت بڑی جس میں اتر دکھن برج سے گھرے ہوئے ہیں واقع ہے اُس مسجد کے صحن میں قبرستان شاہ حورن غوری قدس سرہٗ کی ہے اور اس کے گرد وپیش بہت سی قبریں ہیں کرارہ اس بلندی کا بارش کی وجہ سے جانب مشرق وجنوب گر پڑا ہے جس سے بہت سی قبریں زمین کے نیچے آگئی ہیں مگر مسالہ ایسا مضبوط ہے کہ باوصف گر جانے کے قبریں مسلم ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت شاہ شہاب الدین کے وقت میں تشریف لائے تھے رئیس اس محلہ کے شیخ عنایت حسین صاحب اُن کی اولاد سے تھے وہ فرماتے تھے کہ اُن کے وقت سے ابتک گیارہ پشتوں کے گذر ہی۔

## دین درویش

ایک پرانا گنبد جس کے چہار طرف کوئی دروازہ نہیں اس تکیہ میں تھا

سن رسیدہ لوگ فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ گنبد اسی طرح سے بند تھا فی زمانہ بارش میں دیوار ایک طرف کی گر گئی اور اُس میں ایک قبر برآمد ہوئی اہل محلہ اس مقبرہ کو دین درویش کے نام سے مشہور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین درویش اپنی حیات میں چاروں طرف سے بند کر اکر بیٹھے تھے

## تکیہ شاہ مدار

اس محلہ کے دکھن جانب تکیہ شاہ مدار کے نام سے مشہور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ مدار بطور سیاح کے یہاں تشریف لائے تھے اور اس محلہ میں قیام فرمایا تھا یہاں کی قبریں بہت پرانی ہیں پانی کے بہاؤ سے نالہ ہوگیا ہے زیادہ تر قبریں تلف ہوگئی ہیں۔

## خانقاہ شاہ علی اکبر

اس میں خانقاہ و مسجد نہایت وسیع حضرت شاہ علی اکبر صاحب مغفور مودودی کی ہیں جو کہ نہایت صاحب علم و کمال مشائخ کبار میں سے نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں تھے بلکہ نواب صاحب موصوف حضرت شاہ صاحب سے ملاقات کے لئے وقت قیام فیض آباد تشریف لایا کرتے تھے اور شاہ صاحب موصوف

کی پتھر کی ہے اور مسجد کے قریب ایک درخت مولسری کے نیچے ایک چبوترہ پر واقع ہے ایک مکان خوش قطعہ معہ مسجد و بالاخانہ و محلسرا کے تھا جس کو تھوڑا عرصہ ہوا شاہ صاحب کی اولاد نے جو کہ لکھنؤ میں ہیں کھدوا کر فروخت کر ڈالا صرف احاطہ کی دیوار باقی تھی) اُس کو بھی تھوڑا عرصہ ہوا دوسرے صاحبزادے کی اولاد نے لکھنؤ سے آکر کھدوا کر فروخت کر ڈالا۔ عربی کے اکثر رسالہ شاہ صاحب کی تصنیف سے ہیں۔

**پیر گشادی** اسی تکیہ میں ایک بلندی پر احاطہ کے اندر ایک قبر نہایت پرانی اور تخمیناً چھ ہاتھ لانبی پیر گشادی کے نام سے مشہور ہے عوام کہتے ہیں کہ یہ حضرت اُستاد حضرت سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے زمانہ سابق سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ ڈفالیان اول اس مزار پر حاضر ہو کر بعدہٗ سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمن کے یہاں جاتے ہیں۔

**پیر ممریز** تکیہ ہذا کے پچھم جانب پیر ممریز قدس سرہٗ کا مزار لب کرارہ ہے ذکر ان حضرت کا کتاب وغیرہ میں دیکھا نہیں گیا کہ کس زمانہ میں تھے۔

# محلہ چراغ دہلی

پیر ممر یز کے تکیہ کے دکھن جانب جو محلہ ہے چراغ دہلی کہلاتا ہے
وجہ تسمیہ اس کی لطائف اشرفی اور اخبار الاخیار اور مراۃ الاسرار میں دیکھی
گئی ہے وہ یہ کہ سید یحیٰی خلف حضرت سید عبد اللطیف خراسانی
بسلسلہ تجارت اودھ میں مقیم ہوئے ان کے خلف الرشید
یعنی حضرت نصیر الدین قدس سرہٗ اولاً دہلی تشریف لیجا کر مولانا
برہان الدین غریب سے تحصیل علم فقہ وغیرہ کی کیا اور خدمت میں
حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے حاضر ہو کر خلافت حاصل
فرمائی اور لقب چراغ دہلی کا حضرت صاحب موصوف سے
عطا ہوا اور دہلی میں قیام فرمایا اور کبھی کبھی زیارت اپنی ہمشیرہ
صاحبہ (بڑی بی صاحبہ) کے اودھ تشریف لیجاتے تھے
لطائف اشرفی میں یہ بھی مرقوم ہے کہ دو شہزادے حضرت نصیر الدین
قدس سرہٗ کے تھے ایک مولانا زین الدین قدس سرہٗ کہ جن کی اولاد
قصبہ چوراس ضلع لکھنؤ میں موجود ہیں اور اُن کی قبر بھی لب دریا گومتی
قصبہ موصوفہ میں موجود ہے اور دوسرے ہمشیرہ زادہ مولانا محمد
کمال الدین قدس سرہٗ کہ صاحب تصانیف تھے احمد آباد گجرات

میں مقیم ہوئے۔ اب تک اُن کی اولاد سے حضرت شاہ محمود صاحب احمد آباد میں صاحب سجّادہ تھے۔ کتابوں سے پایا گیا کہ یہ ہر دو صاحبان اُن کی اُنہیں ہمشیرہ یعنی بڑی بی صاحبہ کے بطن سے ہیں یا دوسری ہمشیرہ کے بطن سے ہوں۔

محلّہ موصوفہ میں ایک چاہ پختہ صحت چاہ کے نام سے ملقب ہے بزرگوں کی زبانی سُنا گیا کہ اس چاہ کو حضرت چراغ دہلی صاحب قدس سرہٗ نے تیار کر کے صحت کنواں نام رکھا جو مریض کہ صدق عقیدہ سے اُس کا پانی پیتا ہے صحت پاتا ہے اور یہ اثر اب تک موجود ہے۔

حضرت شاہ فتح اللہ صاحب اودہی نے حضرت چراغ دہلی قدس سرہٗ کی اجازت سے اس محلّہ میں ایک خانقاہ تیار کرا کے قیام فرمایا چنانچہ مذکور اس خانقاہ اور ذکر حضرت فتح اللہ صاحب کا معہ حال تشریف آوری حضرت مخدوم احمد عبد الحق صاحب قدس سرہٗ العزیز ردولوی کا تفصیل کے ساتھ اخبار الاخبار میں درج ہے اس میں سے کچھ لکھا جاتا ہے۔

شاہ فتح اللہ صاحب متوطن قصبہ بدایوں کے تھے اور لڑکپن میں حضرت سید نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز بدایونی نے تعلیم کے لئے حضرت چراغ دہلی کے سپرد فرمایا تھا چنانچہ یہ مستحر عالم ہوئے بعد اُن کے حضرت حکیم صدر الدین طبیب ڈلہا سے کہ حضرت چراغ دہلی کے خلیفہ اعظم تھے خلافت حاصل کر کے حکیم صاحب موصوف کے صاحبزادگان کو ہمراہ لاکر تعلیم علم ظاہر و باطنی کی کیا فی الحال یہاں پر پرگنہ اس میں موضع اونچے گاؤں واقع ہے یہ جنگل تھا تصرفات کے ذریعہ سے وہاں کے راجہ سے لیکر دونوں صاحبزادگان کو مقیم فرمایا چنانچہ ابتک اولاد ان ہر دو صاحبان کی اونچے گاؤں میں موجود ہیں۔ جناب مولوی صاحب علی صاحب مرحوم بہارکن موضع مذکور اُن حضرات کی دختری اولاد سے تھے جن تصرفات سے اُس جنگل کو لیا تھا ایک مشہور معروف قصّہ ہے بعد رحلت حضرت موصوف شاہ فتح اللہ صاحب قدس سرہ نے چراغ دہلی کے خاص رہنے کے مقام پر مسکن اختیار فرمایا۔ چنانچہ قبر شریف شاہ فتح اللہ صاحب کی ایک احاطہ کے اندر ابتک موجود ہے

اس احاطہ کی شرقی دیوار کے جانب قبر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ العزیز کی ہے ایک رسالہ میں حضرت شاہ قاسم ولد شاہ فتح اللہ دیکھا گیا۔

# شاہ درویش

پائیں قبر موصوفہ کے قبر حضرت شاہ درویش قدس سرہٗ کی ہے بزرگوں سے سُنا گیا ہے کہ حضرت شاہ درویش خلف حضرت شاہ قاسم اودہی قدس سرہٗ کے تھے غرض کہ ہر سہ قبر متبرکہ اس خانقاہ میں ہیں اور حضرت شاہ درویش قدس سرہٗ العزیز کو سلسلہ طیّبہ قادریہ میں خلافت حضرت شاہ پڑھن بہرائچی سے تھی جو کہ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب متوکل مسجد شاہ ٹاٹ صاحب واقع شہر فیض آباد کے مورث اعلیٰ تھے اور حضرت شاہ درویش قدس سرہٗ سے خلافت سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کو کہ سلسلہ صابریہ میں خلافت حضرت احمد قدس سرہٗ العزیز رودولوی سے رکھتے تھے پہنچی چنانچہ اکثر حضرات کو حضرات صاحب سجّادہ خانقاہ حضرت عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ سے سلسلہ صابریہ میں خلافت پہنچی اور اکثر کو سلسلہ طیّبہ قادریہ میں چنانچہ جناب مولانا عبد الرحمٰن قدس سرہٗ لکھنوی کو کہ اپنے زمانہ کے یکتا اور اولیا کبار ہند میں سے تھے خلافت صاحب سجّادہ حضرت عبد القدوس گنگوہی سے سلسلۂ طیّبہ قادریہ میں پہنچی ہے چنانچہ شجرات میں دیکھا گیا کہ شاہ درویش قاسم اودہی قدس سرہٗ لکھا ہے اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ درویش خلف حضرت شاہ قاسم اودہی کے تھے پتہ کے لئے

شجرات میں شاہ درویش قاسم اودہی لکھا گیا ہے۔

## مولوی محمد اسلم صاحب

اس احاطہ کے باہر قریب میں قبر جناب مولوی محمد اسلم صاحب مغفور کی ہے جو کہ عالم معقول و منقول اور حکمت میں یکتا تھے چنانچہ اکثر رسالہ ہائے حکمت کو نظم فرمایا ہے نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں تشریف لاکر اودھ میں مقیم ہوئے اُن کا وطن شہر بدایوں تھا۔ بہت سے لوگوں کو علم حکمت میں اُن سے فائدہ پہنچا چنانچہ حضرت سید صاحب مرتضٰی مودودی حکمت میں اُن کے شاگرد تھے۔ جناب سید صفدر حسین صاحب اُن کے پوتے تھے چونکہ جناب مولانا صاحب سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ درویش قدس سرہ کے مرید تھے۔ لہذا وصیت کی تھی کہ میری قبر اُن کی قبر کے قریب بنائی جائے اور ایسا ہی ہوا۔

۲۶ شہر جمادالثانی کو عرس شاہ فتح اللہ صاحب اودہی کا ہوتا ہے بہت قبریں اس خانقاہ میں تھیں ساٹھ برس کا زمانہ گذرتا ہے جبکہ قاضی محمد علی کے لڑکوں نے اس خانقاہ میں بھٹہ کھود وادیا تھا وہ قبریں ضائع ہوئیں۔ غار بھٹہ کھودتے وقت قاضی صاحب اور اُن کے لڑکوں کو لوگوں نے سمجھایا تھا مگر نہیں مانے جب کہ بھٹہ میں آگ دی گئی آگ کا کچھ اثر نہ ہوا اور اُس کے تھوڑے عرصہ

بعد قاضی صاحب نے انتقال کیا اور بعد اُن کے تھوڑے زمانے میں اُن کی خانہ ویرانی ہو گئی اور جلاوطن ہو گئے۔

## شیخ عالم شہید و شہید جنگ

اس خانقاہ کے دکھن جانب مسجد کے دروازہ پر ایک قبرستان ہے اُس میں صرف ایک قبر شیخ عالم شہید کی مشہور ہے اور یہ قبرستان انہیں کی درگاہ شیخ عالم شہید کے لقب سے ملقب ہے۔

ایک دوسری قبر مولوی محمد اسلم صاحب سے قریب اسی بہتہ کے کنارے پر جو کہ اب تک کھدا پڑا ہے شہید جنگ کے نام سے مشہور ہے۔

## حضرت مخدوم بندگی نظام

مولوی محمد اسلم صاحب کی خانقاہ سے پورب جانب پختہ چبوترہ پر جو مزارات ہیں حضرت مخدوم بندگی نظام کے نام سے مشہور ہیں آثارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خانقاہ وسیع معہ چہار دیواری پختہ ایک قناطی مسجد میں تھی۔

حضرت مخدوم بندگی نظام کا تذکرہ کہیں سے پایا نہیں گیا موضع کنولی پرگنہ سلطان پور کے شیخ زادہ اپنے کو انہیں کی اولاد سے کہتے ہیں۔

## شاہ چپ قدس سرہٗ

مزار شاہ چپ قدس سرہٗ کا لب شاہراہ واقع ہے اُن کا ذکر بھی کتابوں میں نہیں پایا گیا مگر یہ درگاہ چار پانچ سو سال سے مشہور ہے اور کل بزرگان اُس کی بڑی عزت کرتے ہیں صدہا قبریں اس طویل خانقاہ کے اندر واقع ہیں اُن میں سے ایک قبر شاہ عبداللطیف قدس سرہٗ کی ہے جو کہ حضرت شاہ چپ کے مزار سے پورب جانب متصل واقع ہے موضع بھدوکھر پرگنہ خوبلی اودھ ضلع فیض آباد کے شیخ زادہ اپنے کو اُن کی اولاد سے کہتے ہیں

## سیّد علاؤالدین صاحب

شاہ چپ قدس سرہٗ کے درگاہ کے متصل قبر سیّد علاؤالدین قدس سرہٗ خلیفہ مرزاجاں جاناں قدس سرہٗ کی ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ دو ایک مرید سیّد صاحب مغفور کے حیات تھے اور چوتھی تاریخ ماہ صفر المظفر کو عرس حضرت سیّد صاحب کا کرتے تھے حال بزرگاں سے اُن کی کمال ریاضت شبانہ روزی کا سُنا گیا ہے بلکہ مرید ان سیّد صاحب کے فاتحہ کے ساتھ حضرت مرزا جان جاناں صاحب وحضرت صوفی اباواتے صاحب دہلوی کا بھی فاتحہ کیا کرتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دو حضرات سلسلہ بیعت وخلافت

رکھتے تھے بلکہ یہ بھی سُنا گیا ہے کہ جناب امجد علی خان صاحب دہلوی جو کہ خلیفہ حضرت صوفی آباواںنے کے تھے ۱۲۱۵ھ قدسی میں سید صاحب کی ملاقات کے لئے ضلع گونڈہ سے اودھ میں تشریف لائے تھے مزار امجد علی خانصاحب کا شہر لکھنؤ محلہ تالاب گنگئی سو گل میں موجود ہے اس خانقاہ سے پچھم جانب لب کرارہ درخست املی کے نیچے جہاں پر کہ نشان مسجد کا بھی موجود ہے کئی بزرگوں کی قبر ہیں نام ان حضرات کا سُنا نہیں گیا۔

## حضرت شاہ مظفر قدس سرہٗ

حضرت شاہ چُپ کے محلہ سے دکھن جانب مسجد و خانقاہ

حضرت شاہ مظفرؒ کی واقع ہے یہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں تھے مسجد اب تک آباد و قائم ہے شاہ صاحب اُس عہد کے مشائخ کبار میں سے تھے جناب شاہ عبد الحق صاحب مغفور شاہ صاحب کی اولاد دختری سے تھے اور نہایت بزرگ و فقیہ تھے اکثر کتابیں فقہ کی جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سے جنہوں نے کہ ماالابدمنہ تصنیف کی ہے پڑھا تھا اور نماز پنجگانہ کے ایسے پابند تھے کہ ایام رحلت سے دو ایک روز قبل باوصف ہوش بجانہ رہنے کے تیمم کر کے نماز وقت پر ادا فرماتے تھے آپ کی رحلت ۱۲۶۹ھ بروز شنبہ ساتویں ربیع الاول کو

ہوئی۔ اِس خانقاہ میں ایک بلند چبوترہ پر مزار شاہ مظفر صاحب اور اُن کے جملہ اہل خاندان کا ہے۔ بعد حضرت شاہ عبد الحق کے شاہ علاء الحق صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

اس خانقاہ اور مسجد کے واسطے عالمگیر بادشاہ کے عہد سے لے کر عہد شاہی لکھنوی تک چار پانچ سو روپیہ سالانہ مقرر ومعاف تھا۔ بعد شاہ علاء الحق صاحب کے شاہ احمد زماں صاحب سجادہ نشین ہوئے اور عالم شباب میں رحلت کی۔

## حضرت شاہ جمال گوجری

حضرت شاہ جمال گوجری کا ذکر کتاب اخبار الاخیار مراۃ الاسرار و ملفوظات

حضرت مخدوم احمدؒ عبد الحق صاحب قدس سرہٗ ردولوی میں تحریر ہے۔ اُن کا مزار ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ آپ کے تصرفات تحریر میں نہیں آسکتے۔ حضرت مخدوم صاحب قدس سرہٗ اپنی ملفوظ میں حضرت شاہ جمال کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بکھر سے جو کہ سمندر کے کنارے دکھن میں واقع ہے پنڈورہ تک جو کہ پورب مُلک بنگال میں واقع ہے۔ گشت کیا صرف ایک بچّہ مُسلمان کا پایا۔ یعنی شاہ جمال۔ جس زمانہ میں کہ حضرت مخدوم صاحب ردولوی قبر میں چھ ماہ تک زاویہ گزین ہوئے تھے وہ یہی جگہ ہے جہاں پر کہ قبر حضرت شاہ جمال گوجری

کی واقع ہے۔

صاحب اخبار الاخبار تحریر فرماتے ہیں کہ اودھ میں حضرت مخدوم صاحب کے گھر میں ایک کنیز رہتی تھی اُس نے بچہ دیا۔ حضرت مخدوم صاحب نے اُس بچہ کی پیدائش کی دعوت جوڑ سائے شہر اودھ کو دی تھی۔ اُس میں شاہ جمال گوجری کو نہیں طلب فرمایا۔ علی الصباح حضرت شاہ جمال گوجری نے عرض کیا کہ کل کی دعوت میں یہ عاجز گوشہ خاطر سے فراموش کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ کتے کی مہمانی تھی۔ اس لئے میں نے سگان دنیا کو طلب کیا تھا تم بچہ مسلمان ہو تم کو اس دعوت سے کیا کام۔

لقب گوجری کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز جناب سید شاہ موسیٰ عاشقان قدس سرہ کے گھر میں فاقہ تھا حضرت شاہ جمال نے تصرفات باطنی سے دریافت کیا اور ایک ہانڈی میں شیر برنج رات کے وقت اپنے سر پر رکھ کر سید صاحب کے دولت خانہ پر لے گئے حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ بابا مثل گوجروں کے لائے! اُس دن سے گوجری لقب ہو گیا۔

# کوٹ رامچندر

درگاہ شاہ جمال گوجری قدس سرہٗ سے پورب جانب کوٹ رامچندر جی ہے۔ اس کوٹ میں چار برج تھے جن کی تصریح حسب ذیل ہے۔

برج اوّل۔ یہ برج جانب مغرب واقع ہے۔

یہ مقام پیدائش و باورچیخانہ راجہ رامچندر جی کا تھا اس دیار میں اس کو جنم استھان و رسوئی سیتا کہتے ہیں۔ بابر بادشاہ نے ان مکانوں کو گرواکر ایک عالیشان مسجد تیار کرائی جس کو اب جامع مسجد کہتے ہیں۔ اس کے بنانے کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ سکندر شاہ لودی میں بابر بادشاہ درویشوں کی ہیئت میں ولایت کابل وغیرہ سے اودھ میں آئے اور حضرت شاہ جلال و سید موسیٰ عاشقان کی خدمت میں جو کہ یہاں صاحب ولایت میں تھے حاضر ہوئے اور اپنی آبائی ریاست یعنی ہندوستان کے حاصل ہونے کی استدعا کی۔ ان حضرات نے فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں جب تم کو یہ ریاست ملجائے تو مندر جنم استھان و رسوئی سیتا پر ایک

مسجد تعمیر کرا دینا۔ چنانچہ شاہزادہ نے اس کی نیت کر لی اور دعا مقبول ہوئی۔ لہذا شاہزادہ نے کابل پہنچ کر فوج مہیا کر کے ہندوستان پر چڑھائی کی اور سکندر شاہ لودی کے لڑکے ابراہیم شاہ سے بمقام پانی پت لڑائی ہوئی جس کا ذکر تواریخوں میں موجود ہے۔ بتاریخ بارھویں شہر رجب المرجب ۹۳۲ھ قدسی فتح پایا قطعہ تاریخ فتح کا یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| نو سے اوپر تھا بتیسا | بابر جیت براہیم ہارا |
| بارہواں رجب ماس کو اہ | پانی پت بھا بھارت ویسا |

چنانچہ شاہزادہ موصوف نے حسب وعدہ تعمیر مسجد شروع کی اور میر باقی نامی کو اس کا مہتمم مقرر فرمایا قطعہ تاریخ جو مسجد میں ممبر پر کندہ ہے یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| بفرمودۂ شاہ بابر کہ عدلش | بنائیست با کاخ گردوں ملاقی |
| بنا کرد این مہبط قدسیاں را | امیر سعادت نشاں میر باقی |
| بود خیر باقی چو سال بنائش | عیاں شد کہ محکم بود خیر باقی |

بعد بابر شاہ کے اکبر بادشاہ نے اس کوٹ کا نام اکبر پور رکھا جو آراضی کہ اس قلعہ کے اندر تھی وہ اس زمانہ کے مشائخ کبار کو واسطے قبرگاہ کے عطا کیا۔ جیسا کہ اکثر مزاروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ چند تکیہ اندرون قلعہ ہذا جس میں ہزارہا فقیر پختہ قبریں موجود ہیں۔

"مسجد موصوف کے پورب جانب کی آراضی پر تکیہ قاضی عبدالحفیظ ورثا شیخ قطب الدین صاحب رئیس محلہ شیخانہ کا تھا۔ اس زمانے میں اُن کے وارثوں نے تکیہ کو اپنے فائدے کی غرض سے مرائیوں کو تمباکو بونے کی غرض سے دیدیا۔ اُن لوگوں نے رفتہ رفتہ قبروں کو کھود کر اینٹوں کو بیچ کر زمین برابر کر کے کھیت بنا لئے۔ اور اکثروں نے بیراگیوں کے ہاتھ زمین فروخت کر ڈالی جس پر اُنھوں نے اونچے اونچے مکانات تعمیر کرا لئے۔

۱۸۵۵ء میں مسلمانوں اور ہندوؤں کا ایک ہنگامہ ہوا۔ جنم استھان کے مقام پر جنگ عظیم ہوئی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ چنانچہ ۷۵ مسلمان دروازہ مسجد پر ایک جگہ مدفون ہیں جس کو گنج شہیداں کہتے ہیں۔

## پیر نصیر الدین

مسجد ہذا کے عقب میں ایک پشتہ پر جو قبر واقع ہے وہ زمانہ سابق سے

پیر نصیر الدین کے نام سے مشہور ہے۔ خلق اللہ اُس پر نذر نیاز کرتی ہے مگر سلسلہ اُن کا مفصل نہیں معلوم ہوا کہ کس وقت تھے۔

## حیدر علی صاحب

مسجد موصوف کے دکھن جانب بہت قبریں پختہ درختان املی کے نیچے ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک احاطہ پختہ قبرگاہ حیدر علی صاحب اور اُن کے صاحبزادگان میر فتح علی صاحب و میر دوست علی صاحب کی ہیں۔ اولاد ان صاحبان کی بہت ذی علم اور لایق تھی۔ میر فتح علی صاحب کی اولاد سے میر غضنفر علی و میر محمد علی صاحب و میر بزرگ علی صاحب نہایت ذی علم تھے اکثر قصائد وغیرہ ان صاحبان کے مشہور ہیں یہ صاحبان یعنی میر احمد علی و میر قطب علی اولاد میر دوست علی صاحب سے تھے۔

قطعہ تاریخ رحلت میر حیدر علی صاحب

| | |
|---|---|
| چہ خوش سید بود عالی تبار | چو نام علی حیدر نامدار |
| ہفتاد و ہشت سال عمر گذشت | بعصمت بماندہ و باعزر رفت |

ایک عرصہ سے ان سادات کی اولاد بوجہ ریاست موضع میر مجھوا پرگنہ و ضلع بستی میں آباد ہیں۔

## نصیر الدّین صاحب

اس احاطہ کے متصل آم کے درخت کے نیچے ایک بڑے چبوترہ پر قبر نصیر الدین صاحب طریقت کی ہے۔ اکثر حضرات اُس مقام پر مراقبہ کر کے بہت خوش ہوتے ہیں۔

## قاضی قدوہ صاحب قدس سرہٗ

اس درگاہ کے پورب جانب ایک قناطی مسجد جس کی کُرسی بلند ہے واقع ہے اُس کے صحن میں قبر حضرت قاضی قدوہ صاحب قدس سرہٗ کی ہے۔ اس کے گرد وپیش خصوصاً دکھن جانب قبریں شمار سے باہر ہیں۔ اور اُس کی جگہ بھی بوجہ کھیتی تمباکو کے صدہا قبریں تلف ہو گئیں۔ حضرت قاضی قدوہ صاحب کو نو سو برس سے زیادہ گُزرا کہ اس شہر میں بطور حاکم آئے تھے۔ اور سکونت اختیار فرمائی تھی۔ دریا کے کنارے پر ایک محلہ اُن کے نام سے آباد تھا۔ جس کو خطۂ قاضی قدوہ کہتے تھے اور جناب موصوف کی قبر بھی اسی محلہ میں تھی زمانہ دوسو سال کا گزرا کہ محلہ دریا میں آگیا۔ رؤسا نے آپ کی لاش مبارک کو وہاں سے لاکر اس مقام پر دفن کیا۔ اولاد قاضی صاحب کی لکھنؤ اور نواب گنج

کے جوار قصبوں اور موضعوں میں آباد ہیں اور شیخ قدوائی
کے نام سے مشہور ہیں اور عالی منصبوں پر ممتاز ہیں۔

# کوٹ کادوسرا برج کوبیر ٹیلہ

## خواجہ ہیتھی صاحب

اس برج کی نسبت مشہور ہے کہ راجہ اچھندر جی کے عہد میں اسی برج پر خزانہ رہتا تھا۔ اور خزانچی کا نام کوبیر تھا۔ خزانچی موصوف اسی برج پر رہتے تھے۔ چنانچہ اہل ہنود اسی سبب سے اس کو کوبیر ٹیلہ کہتے ہیں۔ نو سو سال کا زمانہ گذرتا ہے کہ کسی راجہ کے وقت میں کہ جس کا پایۂ تخت یہ شہر تھا ایک درویش صاحب کمال یہاں وارد ہوئے۔ اور اسی برج پر جا کر بیٹھے ملازمین راجہ صاحب مانع ہوئے۔ اور اُن کو بہت تکلیف دی۔ درویش صاحب نے بد دعا کی شہد کی سارنگ مکھیاں ملازمین راجہ کو ایسا چمٹ گئیں کہ اپنے کو اُن لوگوں نے دریا میں گرا دیا۔ اور غرق ہو گئے اور بعض روایت میں ہے کہ جناب درویش صاحب

چونکہ اس بات پر مصر ہوئے تھے کہ اس ٹیلہ سے نہ اُٹھیں گے
اُسی برج پر معہ ہمراہیان شہید ہوئے اور مزار اُسی ٹیلہ پر بنایا گیا۔
ہمراہیان کی قبریں اسی ٹیلہ پر ہیں اور خواجہ صاحب کا مزار ایک
گول چہار دیواری کے اندر اسی ٹیلہ پر واقع ہے اور اسی
ہٹ کی وجہ سے خواجہ ہٹی نام پڑا اور بہت سی قبریں اس
برج پر ہیں مگر اُن میں سے کوئی اولیاء اللہ یا شہدا مشہور نہیں ہیں۔

# کوٹ کا تیسرا برج سگریو ٹیلہ

## یقین شاہ

تیسرے برج کا نام سگریو ٹیلہ ہے اس
برج پر بھی قبروں وغیرہ کے نشان ہیں
اس برج کے نیچے پورب جانب

ایک تکیہ جو کہ یقین شاہ کے نام سے مشہور ہے واقع ہے
اس تکیہ میں بہت قبریں بوجہ بنجائے کھیتوں کے ضایع ہو گئیں
ایک قبر پختہ کی کہ اس پر کچھ کندہ ہے اس تکیہ میں ہے
اس تکیہ کے پورب جانب ایک مسجد لب کرارہ
معہ قبرستان خوجی صاحب کے نام سے مشہور ہے
لیکن مسجد گر پڑی ہے۔

# کوٹ کا چوتھا برج ہنومان ٹیلہ

چوتھا برج پورب جانب ہے اس کو ہنومان ٹیلہ کہتے ہیں مشہور ہے کہ ابھی راجپنڈت جی کے زمانہ میں ہنومان جی اسی برج پر رہتے تھے جو قلعہ کا پھاٹک تھا عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں ایک مسجد اُس ٹیلہ پر بنائی گئی تھی جو ایک عرصہ کے بعد شکست ہو گئی نیز ٹیلہ مذکور قبضہ میں باقی شاہ درویش آزاد کے تھا۔ چنانچہ یہ تکیہ اُن کے چیلوں کے قبضہ میں نواب منصور علی خاں صفدر جنگ کے وقت تک تھا۔

اس مقام پر املی کے درخت کے نیچے ہنومان جی کی پوجا ہوتی تھی نواب منصور علیخاں صفدر جنگ کے وقت میں ابھے رام یہاں کے بڑے فقیروں میں تھے اُنہیں دنوں میں نواب صاحب سخت بیمار ہوئے اور ابھے رام سے رجوع لائے اس نے دعا کی اور دعا کی برکت سے نواب صاحب صحت پاکر نہایت مشکور ہوئے اور ابھے رام کو حسب خواہش اُن کی تعمیر مندر ہنومان جی کی اجازت دی چنانچہ ابھے رام نے ہنومان گڈھی تعمیر کرائی جو اس وقت موجود ہے مشہور ہے

کہ اس مندر کی تعمیر میں نواب صاحب نے بہت مدد فرمائی لیکن وقتاً فوقتاً اس کی تعمیر میں بہت تغیر تبدل واقع ہوا۔

## ہندو اور مسلمانوں میں لڑائی

۱۸۵۵ء میں بدعوی اس امر کے ہندوؤں نے شکستہ مسجد داخل تعمیرات ہنومان گڑھی کرلی ہے باہم ہندو اور مسلمانوں کے بہت جھگڑا و کشت و خون ہوا اس درمیان میں مولوی امیر علی ساکن قصبہ امیٹھی نے پیشوا بن کر علم جہاد بلند کیا صاحب ریزیڈنٹ نے حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ کو اس کے تدارک اور انسداد فساد کے لئے متوجہ فرمایا بادشاہ نے اول بذریعہ امنا معتبر و بعد ازان بذریعہ مرزا آغا علی خاں ناظم کے تحقیقات مقدمہ کی فرمائی چنانچہ ان سب کی تحقیقات سے دعویٰ ثابت نہیں ہوا لیکن مولوی امیر علی باوجود فہمائش وزیر اعظم نواب علی نقی خان اپنے ارادہ سے باز نہ آئے اور روانہ اجودھیا ہوئے۔ بادشاہ نے علمائے عصر سے استفتا طلب کیا سب نے بالاتفاق لکھدیا کہ بغیر حکم بادشاہ جہاد روا نہیں ہے اور اس کے بعد ایک جماعت علما نے بحکم بادشاہ لشکر مسلمانوں میں جاکر وعظیں کہیں اور جا نہ دیں گے روکا لیکن سوائے چند آدمیوں کے سب بلا خیال انجام کار اجودھیا روانہ ہوئے۔

بارلو صاحب افسر فوج معہ چند ضرب توپ بحکم بادشاہ روانہ ہوا۔ بانسہ کے مقام پر صاحب نے آگے جانیسے ممانعت کی اسی جگہ پر لڑائی واقع ہوئی اور اہل اسلام جرأت کر کے بارلو صاحب پر حملہ آور ہوئے اور ایک توپ شاہی چھین لی اس موقعہ پر اچھیر بہادر سنگھ تعلقدار کمیار معہ جمعیت کثیر پہنچ گئے۔ جنگ عظیم واقع ہوئی آخر مولوی صاحب قتل ہوئے اور بہت سے ساتھیوں نے ان کا ساتھ دیا۔ اور بقیہ لوگ مفرور ہو گئے لہذا یہ معاملہ یہیں تک چل کر ختم ہو گیا اسی مقام کارزار پر موضع رحیم گنج میں مولوی صاحب کی قبر ہے مصرعہ تاریخ جو قبر پر کندہ ہے یہ ہے۔ ع

سر بمیداں کفن بدوش دارم

**قاضی محمد ماہ**

ہنومان گڑھی سے اتر جانب مکان اور ایک چھوٹی مسجد اگ برجی لب کرارہ واقع ہے اس مسجد کے قریب قاضی محمد ماہ کا قبرستان ہے یہ زمانہ سابق میں شہر کے قاضی تھے اور حضرت سید بدیع الدین جونپوری اسی خاندان قاضی صاحب میں کتخدا ہوئے اور سکونت اس شہر کی اختیار فرمائی۔ قاضی غلام رسول صاحب جد قاضی حیدر بخش صاحب داماد حضرت شاہ بدیع الدین صاحب کے تھے اور ورثا قضا کا انکو پہنچا۔

**شاہ محمد یار صاحب**

خواجہ ہٹی صاحب کے مقبرہ سے نیچے مسجد اور خانقاہ یعنی تکیہ شاہ

محمد یار صاحب کی ہے یہ بزرگوار نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت میں تھے چنانچہ سرکار نواب صاحب سے شاہ صاحب کو ۱۶ بیگھہ آراضی اس کوٹ میں تکیہ کے لئے مرحمت ہوئی بہت قبریں اس تکیہ میں ہیں سوائے شاہ محمد یار صاحب اور اُن کے لڑکے شاہ سعادت علی صاحب کے صاحب داد صاحب ناظر کی قبر ہے یہ صاحب داد صاحب مشائخ عہد میں سے تھے اور مدت العمر بجز تحریر کلام مجید کے اور دوسرا کام نہیں کیا اسی کے متصل آم کے باغ میں ایک قبر ہے یہ برحق شاہ صاحب کے مرید تھے اور اسی جگہ شاہ سعادت علی صاحب کی مسجد کے پچھواڑے شاہ شمالی صاحب کی قبر ہے۔ یہ حضرت اہل جذب میں سے تھے ذکر کرنے کی طاقت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ اکثر قلب سے آواز نکل آتی تھی اور آخر عمر میں بوجہ پیرانہ سالی چارپائی سے اتر نہیں سکتے تھے۔

## حاجی محمد مخدوم صاحب

یہ قاضی عبدالکریم صاحب بریلوی کے خلیفہ تھے۔ نہایت بزرگ اور فقیہ اہل تقوی میں سے تھے اور شاہ سعادت علی صاحب مذکورہ بالا کے داماد تھے۔

## حضرت سلطان موسی عاشقان

یہ حضرت براجازت شاہ جلال صاحب

قدس سرہٗ کے یہاں مقیم ہوئے۔ لطائف اشرفی وغیرہ میں مرقوم ہے
کہ شاہ جلال اودہی حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے محلہ سیدواڑہ
کا نام وبنا حضرت سید سلطان موسیٰ عاشقان کی ذات سے ہے
نسب اُن کا یہ ہے یہ خلیفہ حضرت صدر الدین چراغ ہند جن کا
ظفرآباد محلہ جونپور میں ہے اور وہ خلیفہ اور صاحبزادہ حضرت رکن الدین
ابو الفتح اور یہ خلیفہ حضرت صدر الدین عارف اور یہ خلیفہ حضرت بہاؤالدین
ملتانی اور وہ خلیفہ صاحبزادہ حضرت شہاب الدین سہروردی کے ہیں
انکا ذکر کتاب مراۃ اسرار میں درج ہے اُن کے تین لڑکے تھے ایک
صاحب کی اولاد سے رئیسان وزمینداران قصبہ سیدپور پرگنہ
دریا بادردولی ہیں اور دوسرے صاحبزادہ کی اولاد سے رئیسان
وزمینداران موضع ماہاپور پرگنہ انگلی ضلع جونپور ہیں دوسرے صاحبزادہ
کی اولاد اتبک ذی لیاقت وصاحب وقار ہے اور بڑے صاحبزادہ
نے جو کہ سجادہ نشین تھے شہر اودھ میں سکونت اختیار فرمائی اور اُن کا
مسکن محلہ سیدواڑہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ تھوڑا زمانہ گذرا کہ اس
محلہ میں اُن کے خاندان سے جناب سید سلطان علی صاحب عرف
سید سلطان بخش صاحب نہایت قانع وصابر ومتوکل تھے زیادہ
تر گھر میں بیٹھے رہا کرتے تھے اور جب باہر نکلتے تھے تو مزارات اولیا پر
ضرور جاتے تھے۔ علم تواریخ وانشا وغیرہ میں کمال دسترس رکھتے تھے
سنہ ۱۲۶۲ھ میں لاولد اس جہان سے انتقال فرمایا۔

## شاہ گدا

حضرت کمال الدین کے محلہ سے مغرب جانب ایک محلہ شاہ گدا کے نام سے مشہور ہے علاوہ مزار شاہ گدا کے تین چار اور مزارات اس جگہ پر واقع ہیں اور بہت سی قبروں کے نشانات موجود ہیں۔ اکثر قبریں نالہ میں کٹ گئی ہیں یہ قبرستان تین چار سو سال کا معلوم ہوتا ہے ان بزرگ کا حال کتابوں سے معلوم نہیں ہوا شجرۂ نقشبندیہ میں دو بزرگ شاہ گدا کے نام سے مندرج ہیں مگر مسکن کا پتہ شجرہ سے نہیں معلوم ہوا۔

## نور الدین شہید

اس محلہ میں اوتر جانب محلہ چکر تیرتھ ہے اس میں ایک ٹیلہ پر لب کرارہ قبر نور الدین شہید کی ہے اس جگہ کی بہت سی قبریں دریا میں کٹ گئی ہیں چونکہ قبروں کا بہت حصہ دریا میں کٹ گیا ہے اسلئے بعض لاشیں نمودار ہیں اس جگہ کے آثارات کنکر وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ وغیرہ زمانہ سابق میں رہا ہوگا۔

## شاہ درویش صاحب

حضرت شاہ جلال کی خانقاہ سے پورب جانب شاہ درویش صاحب کا مقبرہ ہے آپ کو ایک سو سال سے زیادہ زمانہ گذرا۔ یہ مشائخ کبار میں سے تھے آپ کے دو چیلے تھے ایک کا لقب حُب خیر اور دوسرے کا لقب حبیب خیر تھا۔

## میاں عاشق صاحب

شاہ درویش کے دکھن جانب لب سڑک جو قبرستان ہے اس میں میاں عاشق صاحب کی قبر ہے۔ بزرگوں سے سنا گیا ہے کہ جناب شاہ صاحب فاضل، ذی استعداد اور اہل طریقت سے تھے اکثر لوگوں کو درس تدریس دیتے تھے اولاً حالات سکوت میں تھے بعدہٗ جذب کی حالت میں اکثر شہر سے غائب ہوئے اور ایک مدت کے بعد پھر بحالتِ سکوت شہر میں وارد ہوئے اور اُس وقت سے اہل خواہش کو درس مثنوی شریف اور دیوان حافظ کا دیتے تھے۔ لب سڑک مسجد کے پاس لوگوں نے ایک بالاخانہ تیار کرا دیا تھا اسی پر قیام رکھتے تھے اور وہیں رحلت فرمائی اور متعدد معماروں نے زیر چبوترہ امام بارہ دفن کیا۔ آپ کی تاریخ وفات کا مصرعہ یہ ہے۔

آستانِ امام شد جاں‌ش

## مولانا عبدالکریم صاحب

مولانا صاحب ذی استعداد اہل طریقت سے تھے آپ کا مکان محلہ ٹیڑھی بازار لبِ بسنت کنڈ پر ہے آپ نہایت صابر اور متوکل تھے علم تاریخ سے آپ کو کمال شوق تھا چنانچہ

اودھ کے اولیاؤں و انبیاؤں کے حالات کی بابتہ آپ نے بہت کچھ جانچ و تحقیقات فرمائی تھی جس سے اس کتاب کی تالیف میں بہت مدد ملی ہے چالیس برس کے قریب کا زمانہ گزرتا ہے جب آپ نے اس جہاں سے رحلت فرمائی آپکا مزار خورد مکہ میں ہے۔

تمت

## تاریخ ختم کتاب

یہ نسخہ ایک نگار سراپا بہار ہے
گلگشت باغ سے ہے فزوں اس چمن کی سیر
جو حق پرست ہیں یہ ہے اُنکے لئے حرم
جو ہیں خدا شناس ہے اُنکے لئے یہ دیر
فضلِ خدا سے ختم کیا اس کتاب کو
تاریخ علیسوی ہے بس اب خاتمہ بخیر
سنہ ۱۹۲۳ء